جوانی

کی حفاظت کریں

مولف

علی اصغر ظہیری

مترجم

محمد یعقوب شاہد

جوانی

کی حفاظت کریں

مؤلف:
علی اصغر ظہیری

مترجم
محمد یعقوب شاہد آخوندی

پیشکش

مؤسسہ
المعصومین
قم المقدسہ

محفوظ بک ایجنسی
312882

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مؤسسہ محفوظ ہیں

نام کتاب.........................جوانی کی حفاظت کریں

مؤلف.........................علی اصغر ظہیری

مترجم.........................محمد یعقوب شاہد آخوندی

کمپوزنگ.........................محمد حسین ذاکری ایگوتی

ناشر.........................مؤسسہ المعصومین قم المقدسہ

چھاپخانہ.........................صدر قم

تعداد.........................۲۰۰۰

تعداد صفحات.........................۱۰۴

تاریخ اشاعت.........................۲۰۰۳ء ، ۱٤۲٤ھ

طبع.........................اول

ملنے کا پتہ:

مدرسہ معصومین ؑ 145/L بلاک 2
پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کراچی پاکستان
فون: 4553499

مدرسہ معصومین ؑ خیابان انقلاب
کوچہ ۳۸ پلاک ۲۰/۲۲ حوزہ علمیہ قم ایران
فون: ۷۷۵۸۰۷۸

email: mmasoomen@yahoo.com

انتساب

میں اس کتاب کے ترجمے کو فرزند رسولؐ، ثامن الحجج، ابوالحسن، غریب الغرباء، شاہ خراسان، حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کی خدمت میں بصد ادب پیش کرتا ہوں۔

خدا بحق امام رضاؑ ہم سب کو حقیقی مربیان اسلام کی سیرت طیبہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو صحیح اسلامی اور حقیقی تربیت دینے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کی خصوصی عنایات ہمارے جوانوں کی زندگی میں شامل حال رہیں (آمین)

محمد یعقوب شاہد آخوندی

فہرست مطالب

مقدمہ............ ۱۳

مقدمۂ کتاب............ ۲۰

مدخل............ ۲۱

پہلی فصل: اجتماعی عوامل

پہلا حصہ: گھرانہ

خاندانی تزلزل جوانوں کی ہدایت کیلئے مانع............ ۲۵

اختلافات کے عوامل............ ۲۷

شریک حیات کا انتخاب............ ۲۷

غلط توقعات رکھنا............ ۲۸

مالی اور اقتصادی مشکلات............ ۲۸

دوسروں کی دخالت............ ۲۹

حکایت............ ۳۱

ایک اور حکایت............ ۳۲

والدین کا رویہ............ ۳۳

صحیح تربیت نہ دینا............ ۳۷

تربیت کی اہمیت............ ۳۷

لطیفہ............ ۴۱

تربیت کے مراحل ۴۲
عبادات ۴۲
بچوں کے آرام کرنے کی جگہ ۴۳
دینی تعلیمات ۴۴
بچوں کو سکول بھیجا جائے ۴۵
بچوں کی موجودگی میں مجامعت نہ کریں ۴۶
حکایت ۴۷
جوانوں کے ساتھ سلوک ۴۸

دوسرا حصہ :ماحول

ہمنشین ۵۴
دوست کا انتخاب قرآن کی نظر میں ۵۵
ہم نشین روایات کی روشنی میں ۵۷
ساتھی انسان کی شخصیت کی پہچان ہے ۵۷
شریر لوگوں کی صحبت ۵۸
گندی صحبت کا اثر ۵۸
بدگمانی ۵۸
آخری فرمان ۵۹
معاشرے کی تخریب کاریاں ۶۱
حجاب اسلام کی نظر میں ۶۲
واقعۂ عاشورا سے ایک عبرت ۶۶
کیا کیا جائے؟ ۶۸
بدکردار عورت اور ایماندار جوان ۶۸
چشم پوشی کی اجرت ۶۹
استعماری طاقتیں (یلغار) ۷۳

دوسری فصل: شخصی عوامل

بیکاری ۷۹
جوان اور شغل کا انتخاب ۸۰
فرصت کے اوقات ۸۱
ورزش ۸۲
سفر ۸۳
مطالعہ ۸۳
جنسی غریزہ (شہوت) ۸۴
استمناء (ایسا فعل جس سے منی باہر آجائے) ۸۵
استمناء سے کیسے نجات حاصل کریں؟ ۸۶
شادی کی اہمیت قرآن کی نظر میں ۸۶
شادی کا فلسفہ ۸۷
شادی روایات کی روشنی میں ۸۸
زمان ازدواج ۸۹

جلدی شادی کرنے کے فوائد ۹۰
شریک حیات کے انتخاب کا معیار ۹۰
ایک الٰہی ازدواج ۹۳
اضافات ازطرف ناشر ۱۰۰
اولاد کے لئے امام زین العابدینؑ کی دعا ۱۰۱

عرض ناشر

مؤسسة المعصومینؑ حضرت حجة السلام والمسلمین شیخ علی مدبّر نجفی کی زیر سرپرستی اور مدرسہ معصومین علیہم السلام کراچی (شعبہ قم) کی زیرنگرانی نشر علوم محمدؐ وآل محمدؐ، کے لئے بنیاد رکھی گئی ہے۔

مؤسسہ فقط محققین کی کتابوں کے نشر اور معاشرہ کیلئے مفید اور کارآمد کتابوں کا ترجمہ چھاپ اور نشر کرے گا تاکہ معاشرے کی ضرورتوں اور عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرسکیں۔

زیر نظر کتاب اس مؤسسہ کی پہلی پیشکش ہے۔ ہمیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کے علمی اور اخلاقی تعاون اور مشوروں کی ضرورت ہے۔

والسلام
شیخ ذاکر حسین مدبّر
مؤسّسة المعصومینؑ
قم المقدسه

رابطہ کیلئے: مدرسہ معصومینؑ خیابان انقلاب کوچہ ۳۸ پلاک ۲۰/۲۲
حوزہ علمیہ قم ایران فون: 0098-251-7758078
email: mmasoomen@yahoo.com

☆عرض مترجم☆

اسلام اس بات کا مدعی ہے کہ لوگوں کو ایک اعلی انسان بنا کر دکھائے کیونکہ تربیت اور عمل کا بہترین مذہب صرف اسلام ہے۔ اسلام ماں کی گود سے لے کر گور تک انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور ہر مرحلہ کے لئے خاص ہدایت اور حکم دیتا ہے مثلاً اسلام کا یہ حکم ہے کہ: اگر لڑکی لاپرواہ ہو تو اس سے شادی نہ کرو، اس کی ہمنشینی ایک مصیبت ہے، اس کی اولاد تباہ و برباد ہوگی۔ (۱)

ان خوبصورت لڑکیوں سے شادی کرنے سے پرہیز کرو جو برے خاندانوں میں پلی بڑھی ہوں (۲) اس طرح کی گہرائیاں اسلام جیسے مہربان مذہب کی مرہون منت ہیں۔ یہ ادامر اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں کہ بچے کی تعمیری شخصیت میں جو چیزیں مؤثر ہیں ان تمام چیزوں پر اسلام کی گہری نظر ہے اور ان تمام چیزوں کی مراعات کا اسلام نے باقاعدہ حکم دیا ہے۔

زیر نظر کتاب "جوانی کی حفاظت کریں" مؤلف علی اصغر ظہیری کی فارسی میں لکھی ہوئی کتاب "درباب جوانی را" (عوامل سقوط جوانان) کا ترجمہ ہے جو تربیت اولاد کیسے ہو؟ جوانوں کی ناکامی کے اسباب کیا ہیں؟ اجتماعی اور انفرادی زندگی پر پڑنے والے اثرات کیا ہیں؟ جیسے متعدد سوالوں کا تشفی بخش جواب فراہم کرتی ہے۔ امید ہے کہ قارئین محترم اس

ا۔ وسائل ج ۱۴ باب ۳۹ ص ۵۳

(۲) وسائل ج ۱۴ ص ۱۹

کتاب کا بھی مطالعہ فرما کر آنے والی نسلوں کی بہبودی، کامیابی اور ترقی کے لئے راہ ہموار کریں گے۔

اس کتاب کا ترجمہ جناب حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے شیخ ذاکر حسین مدبر مدیر محترم مؤسسۃ المعصومین" شعبۂ قم کی فرمائش کے مطابق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں ان کا نہایت شکر گزار ہوں کہ میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی نشر و اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ برادر محترم شیخ محمد حسین ذاکری (انگیوتی) کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنی ساری مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر اس کتاب کی کمپوزنگ، ترتیب اور تنظیم میں میری مدد فرمائی۔

خداوند عالم ہم سب کو اپنے نیک مقاصد میں کامیابی کے ساتھ ساتھ حقیقی معنوں میں دین مبین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

والسلام علیکم ورحمۃ ......

احقر

محمد یعقوب شاہد آخوندی

حوزہ علمیہ قم المقدس

۱۱ ذوالقعدۃ ۱۴۲۳ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: اللہ الّذی خلقکم من ضعف ثمّ جعل من بعد ضعفٍ قوّہ ثمّ جعل من بعد قوۃٍ ضعفاً و شیبۃ یخلق ما یشاء و ھو العلیم القدیر (۱)

انسانی زندگی شروع سے آخر تک نشیب وفراز کے حوالے سے تین مرحلوں میں انجام پذیر ہوتی ہے۔ پہلا مرحلہ بچپن، دوسرا مرحلہ جوانی اور تیسرا مرحلہ بڑھاپا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان تین مرحلوں میں سے جوانی قوت وطاقت سے بھرپور زندگی کا حصہ ہے اور اس کے دونوں طرف یعنی بچپن اور بڑھاپا ناتوانی اور کمزوری ہے۔ یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ جس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے، ہر انسان اپنی زندگی میں ان مراحل کو طے کرتا ہے۔

اس حقیقت کو تعلیم وتربیت کے حوالے سے بھی مدنظر رکھنا چاہیے، لہٰذا اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کیلئے ہمیں زندگی کے قیمتی اوقات کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

اس مختصر نوشتار میں مجھے ایک کتاب کا مقدمہ قلم بند کرنا ہے، لہٰذا میں صرف مرحلہ جوانی پر مشتمل چند جملے سپرد قرطاس کرتے ہوئے اپنے ناقص گفتار کو تین مرحلوں میں بیان کرنے کی کوشش کرونگا:

....

۱۔ روم/۵۴

حصہ اوّل: جوانی اور جوان کی اہمیت (وجدان کے لحاظ سے)

مذکورہ آیہ شریفہ میں جوانی کے مرحلے کو قوۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ بشر اپنی زندگی کے مراحل کو طے کرتے ہوئے اور اسکے اونچ نیچ کے حالات سے روبرو ہوتے ہوئے کسی ایک پہاڑ کے دامن سے اپنا سفر شروع کرتا ہے تاکہ اس پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ سکے اور دوسرے دن آہستہ آہستہ پہاڑ کی بلندیوں سے گزرتا جاتا ہے۔ اوپر چڑھتے ہوئے دن گزرتے جاتے ہیں، اس کی آنکھوں کے سامنے کی فضا وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے اور تماشا کیلئے زیادہ سے زیادہ مناظر اس کی آنکھوں تلے آتے جاتے ہیں۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر پہونچنے کے بعد اطراف واکناف کی فضا پر مسلط ہو جاتا ہے، اور دور دراز کے مناظر کو بھی بآسانی دیکھ لیتا ہے۔ لیکن یہی انسان جب پہاڑ کی بلند وبالا چوٹی سے نیچے اترنے لگتا ہے تو لحظہ بہ لحظہ اس کے دیکھنے والے مناظر میں کمی ہوتی جاتی ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوتے جاتے ہیں اور آخر میں سارے خوبصورت مناظر یکے بعد دیگرے اسکی آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں۔

جوانی بھی وہ مرحلہ ہے کہ جہاں انسان زندگی کے عالی ترین اور سب سے اونچی چوٹی پر فائز ہوتا ہے، اس وقت جوان کی نظروں کے سامنے خوبصورت مناظر موجود ہوتے ہیں۔ جوانی کے ایام زندگی کی طراوت اور چمکنے والے سنہرے مواقع ہیں، سرور وشادمانی کا وقت ہے، کام کاج کوشش وتلاش اور شور وہیجان کا وقت ہے۔

سچ یہ ہے کہ قدیم الایام سے ابتک جوانی سارے انسانوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور ہر ملت جوانوں کو اپنا قیمتی سرمایہ سمجھتی ہے۔ تمام شعراء کا موضوع سخن جوانی ہے، تمام مقررین کے خطاب کا ہدف جوان ہے، تمام معلمین جوانوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں۔

یہ جوان ہے جو فلک بوس عمارتوں کو تعمیر کرتا ہے۔ سخت سے سخت پہاڑوں کو توڑ کر راستہ بناتا ہے۔ جوانی کی طاقت ریگستانوں اور بیابانوں کو گلستان اور تہذیب وتمدن سے عاری نیز پست وحقیر شہروں کو تہذیب وتمدن کا گہوارہ اور عظیم شہروں میں تبدیل کرتی ہے۔

جوان، اسلام اور احادیث کی روشنی میں:

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام جوانی کی اہمیت کو ان گہربار الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ: **شیئان لایعرف فضلھما الّا من فقدھما الشّباب و العافیة**(۱)

"دو چیزیں ایسی ہیں جن کی اہمیت کوئی نہیں جانتا سوائے ان لوگوں کے جو انہیں اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے ہوں، ایک جوانی، دوسری سلامتی"۔

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں: **انّ العبد لا تزول قدماہ یوم القیامة حتیٰ یسئل عن عمرہ فیما افناہ و من شبابہ فیما ابلاہ**(۲)

"قیامت کے دن کوئی بندہ قدم نہیں ہلا سکتا جب تک دو چیزوں کے بارے میں اس سے سوال نہ ہو جائے ایک عمر کہ کن چیزوں میں صرف کی اور دوسری جوانی کہ کس چیز میں تلف کی۔

اسی حدیث میں جوانی کو باقی عمر سے جدا کر کے خاص طور پر مورد سوال قرار دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کا حصہ خصوصی سوال اور مؤاخذہ کیلئے موضوع قرار دیا

۱۔ غرر الحکم ص ۴۴۹
۲۔ تاریخ یعقوبی ص ۵۹

ہے۔ بہر حال اسی قسم کی سیکڑوں احادیث اور تاریخی حقایق موجود ہیں، جیسے پیغمبر اکرم کا مصعب ابن عمر کو افواج اسلام کا سردار بنانا، اور اسی جوان کا سب سے پہلا اسلامی مبلغ بن کر جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جوانی اسلام کی نگاہوں میں عظیم اہمیت کی حامل ہے۔

دوسرا حصّہ : جوانی اور تعلیم وتربیت

اس حصہ کو مفصل بیان نہ کرتے ہوئے فقط ایک حدیث اور اس کے ترجمہ پر اکتفاء کرونگا۔ وہ یہ کہ امام جعفر صادقؑ اپنی فرمائشات میں تعلیم وتربیت کے حوالہ سے جوانی کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا ہے اور فرماتے ہیں: دع ابنک یلعب سبع سنین و یؤدّب سبع سنین و الزمه مع نفسک سبع سنین (۱)

”اپنے بیٹے کو سات سال تک آزاد رکھو، سات سال تک اس کی تعلیم وتربیت کرو اور سات سال تک اپنے رفیق اور وزیر کے طور پر اپنے ساتھ رکھو“۔

یہ حدیث ایک عظیم دریا کی طرح تعلیم وتربیت کے (قواعد وقوانین) موتی سے پُر ہے۔ اس میں ایک جوان کی شخصیت کا تشکیل پانا اور اس کے احترام واکرام کا خیال رکھنا اور اسکے لئے مناسب تعلیم وتربیت کی ذمہ داری انجام دینے کے لئے سن کا تعین وغیرہ شامل ہے۔ اور جوان میں موجود صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی طرف بھی توجہ مبذول کرتی ہے۔ افسوس یہ کہ انسان عصر میں نور الٰہی کی شعاؤں سے اپنی زندگی کے راستوں کو ہموار کے بجائے ماہرین ومخترعین کے غرض ومرض سے بھرپور باتوں کا سہارا لینے کی کوشش کر رہا ہے،

۱۔ وسائل الشیعہ ج ۵ ص ۱۲۵ طبع قدیم

حصہ سوم: جوانی اور انحرافات:

جوان انسان جتنا طاقت اور صلاحیتوں سے مالا مال ہے اتنا ہی وہ مختلف خواہشات اور تمائلات نیز ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں کا بھی شکار ہے۔ ایک جوان جوانی میں ایک آسودہ ماحول چاہتا ہے، اکرام واحترام کا طالب ہوتا ہے، زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہتا ہے، سب سے زیادہ دوست ورفیق جو مونس وہمدم ہوں ان کا محتاج ہے، جمال وخوبصورتی کا حامل ہے۔ یہ سب خواہشات اور تمائلات ایک گیس سلینڈر کے مانند ہیں کہ اگر اس کا مناسب استعمال کیا جائے تو بہت استفادہ کر سکتے ہیں اگر اس پر توجہ نہ دی جائے تو ہر ایک اپنی جگہ پر ایک سرکش بلا کی طرح انسانیت سوز جرائم اور تباہ کاری کے اقدامات کا وسیلہ بن جاتا ہے۔

(۱) اگر جوان کو عزت دیں اور اس کا احترام کریں تو گناہوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

من کرمت علیه نفسه لم یهنها با لمعصیة (۱)

”جسکی شخصیت خود اسکی نظر میں باعزت اور پروقار ہوتی ہے وہ گناہ ومعصیت کر کے اسے ذلیل وخوار نہیں کرتا ہے۔“

من کرمت علیه نفسه هانت علیه شهوات (۲)

”جسکی شخصیت خود اسکی نظر میں باعزت اور پروقار ہوتی ہے اسکے نزدیک شہوات ذلیل اور گری ہوئی ہوتی ہے۔“

۱۔ غرر الحکم ص ۶۷۷

۲۔ نہج البلاغہ کلمات قصار ۴۸۳

ذرا انصاف سے بتائیے کہ موجودہ اور گذشتہ دور میں سب سے زیادہ جرائم کس قسم کے لوگوں سے سرزد ہوئے ہیں۔ بوڑھوں سے یا جوانوں سے؟ کیا کوئی با عزت وصاحب اقتدار انسان اپنے آپ کو گناہوں سے نابود کرنا چاہے گا؟ سارے سوشل سروے اور انٹرویوز اس بات پر دلیل ہے کہ جوانوں کی تنزلی اور اہانت گناہوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) امام ہادیؑ کا ارشاد گرامی دیکھ لیجئے: من هانت عليه نفسه فلا تامن شرّه (۱)

''جسکی شخصیت خود اسکی نظر میں با ذلیل اور گری ہوئی ہوتی ہے اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو''۔

خلاصہ یہ کہ مسلم معاشرہ رفتہ رفتہ اسلام کے نورانی دستورات سے دور ہوتا جا رہا ہے اور رسم ورواج، اندھی تقلید، دشمنوں کی تلقین اور خواہشات نفسانی کا اسیر ہوتا جا رہا ہے۔ نوجوانوں کی تذلیل وتحقیر کرنا، ازدواج اور شادی بیاہ کے مقدس دستور کو جہیز ومقام پرستی کی زنجیر میں جکڑنا، اسلام کے انسان ساز اور معاشرہ ساز تعلیمات کو چھوڑ کر دشمنون کے تمدن اور مادی ترقی پر فریفتہ ہوجانا، معاش اور روزگار کو اقربا پروری اور سرمایہ داروں کے لا انتہا خواہشات اور تنگ نظری کا نذر کرنا، حجاب، غیرت اور جہاد جیسے اقدار کو دفن کر کے اس کی جگہ پر آزادی عریانیت اور بے حیائی کا رائج کرنا، یہ سب وہ عوامل ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اور آپ کے آنکھوں کے تارے، لخت جگر چاہے وہ جوان لڑکا ہو یا جوان لڑکی انسانیت اور اسلام سے منحرف ہوجاتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحبان علم وبصیرت جوانوں کو اس انحراف سے

۱۔ تحف العقول ص ۴۸۳

بچانے کیلئے اپنا اپنا وظیفہ اور ذمہ داری کو پوری کریں اور وہ بھی دین اسلام کے نورانی دستورات کے مطابق ہو۔ چاہے ایک ماں باپ کی حیثیت سے ہو یا ایک معلم واستاد کی حیثیت سے، ہر میدان میں اس عظیم خانماں سوز بلا سے مبارزہ کرنے کی ضرورت ہے۔

کتاب ہذا بھی اس سلسلے میں ایک خالصانہ اقدام ہے کہ جس میں فاضل مؤلف نے اپنے علم اور استعداد نیز ذوق سلیم سے فائدہ اٹھا کر جوانوں کی تعلیم وتربیت کیلئے والدین اور مربیان ومعلمان کا ہاتھ بٹانا چاہا ہے اور اپنے مطالعات اور تحقیقات کا ایک حصہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

مترجم محترم برادر شیخ محمد یعقوب شاہد آخوندی کے بھی شکرگزار ہیں کہ مناسب اور واضح قلم کے ساتھ ترجمہ فرما کر مؤلف کی دلی مراد کو پورا کیا۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند تبارک وتعالی فاضل مؤلف اور مترجم محترم کی اس خدمت کو اپنی درگاہ حق میں قبول فرمائے اور مؤمنین وقارئین کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

ذاکر حسین مدبّر

قم المقدس ایران

۱۱ ذی القعدہ ۱۴۲۳ھ ق

مقدمہ کتاب

حافظ وفا نمی کند ایام سست عہد
این پنج روزۂ عمر بیا تا وفا کنم

جوانی کا دور شخصیت کے مراحل کی شکل گیری کے لئے زیادہ مؤثر ہے۔ وہ جوان حضرات جو ترقی کے منازل طے کرنے کے درپے ہیں، انہیں چاہیے کہ اس حساس اور نازک مرحلے کو اچھی طرح پرکھیں۔ کیونکہ کامیابی وترقی ان میں سے ہر ایک کچھ نہ کچھ شرائط وعوامل پر مبنی ہے جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر کامیابی کے پرافتخار تمغے کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

زیر نظر کتاب اگرچہ مختصر طور پر جوانوں کی ناکامی کے علل واسباب پر مشتمل ہے لیکن ناکامی کی وجہ اور ان کے عوامل کی شناسائی ضرور کرتی ہے۔ جوانوں پر لازم ہے کہ ان عوامل کو پہچاننے کے ساتھ ساتھ ترقی وکامیابی کے زمینے کو اپنے لئے فراہم کریں۔ اگرچہ اس کتاب میں ہماری گفتگو جوانوں سے ہے لیکن جوانوں کی ناکامی کے کچھ اسباب تربیت دینے والے مربیوں اور والدین کے ہاتھوں میں ہیں۔ اسی مناسبت سے ان عوامل کی طرف بھی اس کتاب میں اشارہ کیا گیا ہے۔ مگر جوانوں کے لئے بھی فائدے سے خالی نہیں ہے۔

امید ہے کہ کتاب ھذا قارئین محترم کی رضایتوں کو جلب کرے گی اور کافی حد تک جوانوں کی تربیت میں درپیش مشکلات کو برطرف کرے گی۔

والسلام

علی اصغر ظہیری

مدخل

اصل موضوع کا آغاز کرنے سے پہلے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کریں گے جو فائدے سے خالی نہیں ہے اور کافی حد تک اس کتاب کی کیفیت کی طرف رہنمائی کرتا ہے:

ہر بیماری کے علاج کے لئے، چاہے جسمانی بیماری ہو یا روحانی، اس کی تشخیص نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ مثال کے طور پر: اگر کوئی شخص جسمانی درد کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس رجوع کرتا ہے، تو سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر اس کی بیماری کو سمجھ لے اور تشخیص دے تاکہ اس کے مطابق علاج ہوسکے۔

استاد مرتضیٰ مطہری اپنی کتاب ''انسان کامل'' میں فرماتے ہیں: اگر آج تک ڈاکٹر حضرات کینسر کے خاتمے کے لئے کوئی دوا نہیں بنا سکے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بیماری ایک ایسی بیماری ہے کہ انسان اس وقت متوجہ ہوتا ہے جب یہ اپنا کام مکمل کرچکی ہوتی ہے اور جسم انسانی کو مکمل آلودہ کرچکی ہوتی ہے، اس وقت ڈاکٹر حضرات بھی بے بس ہوجاتے ہیں اور کچھ اقدام نہیں کرپاتے۔ اگر مریض متوجہ ہوجائے اور فوراً ڈاکٹر سے مراجعہ کرے تو کافی حد تک مثبت نتائج برآمد ہوسکتے ہیں، برخلاف اس کے کہ مریض بے خبر رہے اور اس وقت متوجہ ہو جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو(۱)

لہٰذا درد اور بیماری کی تشخیص، مریض کیلئے بھی اور تربیت دینے والے مربیوں کے لئے بھی ضروری ہے اس لئے کہ تشخیص علاج میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جب تک درد مشخص نہ ہو علاج ناممکن ہے۔

۱۔ انسان کامل

درج بالا نکتہ کے پیش نظر وہ جوان حضرات جو ناکامی کی طرف مائل ہو رہے ہیں، یاد رکھیں کہ جب تک اپنے درد کی تشخیص نہیں کریں، کامیابی ناممکن ہے۔

تربیت دینے والے مربّی بھی اس نکتہ کو فراموش نہ کریں کہ درد کی پہچان بہت اہمیت کی حامل ہے اور علاج کیلئے یہ مورد نہایت ضروری ہے۔

پہلی فصل:

اجتماعی عوامل

پہلا حصہ: گھرانہ

- ☆ خاندانی تزلزل
- ☆ اختلافات کے عوامل
- ☆ والدین کا رویہ
- ☆ تربیت
- ☆ جوانوں کے ساتھ برتاؤ

((خاندانی تزلزل جوانوں کی ہدایت کے لئے مانع))

خاندان وگھرانہ کوتشکیل دینا بہترین اور حساس ترین کاموں میں سے ایک ہے جو ہر انسان کو اپنی زندگی کے مراحل میں اِسی حسّاس پہلو کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خاندانی نظام ایک ایسا نظام ہے کہ جس کی داخلی فضاء حد سے زیادہ اسے بنانے اور بگاڑنے میں بالخصوص جوانوں کو بنانے اور بگاڑنے میں بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔ یہ بات روشن وواضح ہے کہ آج کل کے نوجوان حضرات جو تنزلی کا شکار ہیں یا جولا علاج بیماری میں مبتلاء ہیں یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے دکھائی دیتے ہیں، وہ افراد ہیں جو متزلزل اور بے ثبات خاندانوں کے تربیت یافتہ ہیں۔ خاندانی تزلزل اور اس کے ٹوٹ جانے کے کچھ عوامل ہیں جن میں سے ہر ایک، جوانوں کی بربادی اور پستی کے لئے مناسب اور اہم کردار رکھتے ہیں۔ خاندانی نقص اور اس کے اختلافات بچوں کی صحیح تربیت کرنے کیلئے مانع بن جاتے ہیں، والدین کا آپس میں لڑنے جھگڑنے سے، اگرچہ جدائی اور طلاق کی حد تک نہ پہونچے لیکن پھر بھی بچوں کی تربیت پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

میاں بیوی جب آپس میں لڑتے ہیں تو اپنے غصے پر قابو نہ پا کر ناشائستہ الفاظ اور گالیاں دینے لگتے ہیں یہ بات کسی بھی عاقل انسان سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بچوں کی سلامتی اور زندگی کے لئے بہت خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ سادہ لفظوں میں یوں کہا جائے کہ والدین آپس میں لڑتے لڑتے اپنے بچوں کے دلوں پر بے حیائی کے اثرات ڈال دیتے ہیں، یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اگر گھریلو ماحول سے حیاء ختم ہو جائے تو پھر کسی منزل یا ساحل تک پہونچنے کی امید نہیں رہتی، حیاء بہت مہم چیز ہے۔ مرحوم محدث قمی لکھتے ہیں: رسول اکرمؐ نے فرمایا: ''کوئی بھی دشنام دینے والا اور بدگوئی کرنے والا نہیں ہے مگر یہ

کہ وہ اُسے ظاہر کردے اور حیاء ہر کسی کے لئے ایک زینت ہے"(۱)

مرحوم کلینیؒ حضرت سلمان فارسی کے قول سے نقل کرتے ہیں: فرمایا: جب خداوند عالم کسی انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُس سے حیاء کو چھین لیتا ہے۔ پس اگر حیاء چھین لی جائے تو وہ خائن بن جاتا ہے.....اور وہ ملعون بن جاتا ہے(۲)

اسی بناء پر والدین کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کے سامنے لڑنے جھگڑنے اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کریں۔ اور یہ جان لینا ضروری ہے کہ ایسی باتوں پر توجہ نہ دینا اور دقت نہ کرنا ایک ایسی وضعیت کو ایجاد کر دیتا ہے جو ملامت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۔ سفینۃ البحار ج ۱ص ۸۲۵

۲۔ اصول کافی ج ۲ص ۲۹۱ حدیث ۱۰

﴿اختلاف کے عوامل﴾

۱۔ شریک حیات کے انتخاب میں غور و فکر نہ کرنا۔

۲۔ طرفین سے بے جا توقعات رکھنا

۳۔ گھریلو، مالی اور اقتصادی مشکلات

۴۔ دوسروں کی دخالت

اوپر دیئے گئے عوامل، اختلاف اور لڑائی جھگڑے کے بہترین عوامل ہیں جو بچوں کی تربیت اور روحی تقویت کے لئے زہریلے اثرات ایجاد کر دیتے ہیں۔ درج بالا عوامل کی ہم قدرے وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ "شریک حیات کے انتخاب میں غور و فکر نہ کرنا"

بعض گھریلو اختلافات میں سے جو بچوں کی تربیت پر برا اثر ڈالتے ہیں، وہ شریک حیات کو انتخاب کرنے کے اصول و قواعد کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ یہ نکتہ صرف یک طرفہ نہیں ہے بلکہ میاں، بیوی دونوں سے مربوط ہے، جب ہم اسلام کے قوانین اور دستورات جو شادی کے بارے میں ہیں، تحقیق کرینگے تو اس نتیجے پر پہونچیں گے کہ اسلام نے بہت سارے ازدواجی مسائل میں جیسے مہریہ، جہیز، ثروت، آداب و رسوم، تشریفات وغیرہ میں اتنا زور نہیں دیا جتنا شریک حیات کے انتخاب کے حوالے سے دقت اور غور و فکر کا حکم دیا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام نے شادی اور شریک حیات کے انتخاب کے حوالے سے شرائط و فرامین بیان فرمائے ہیں جس کو ہم آئندہ آنے والے صفحوں میں بیان کریں گے۔

۲۔ بے جا توقعات (غلط امیدیں رکھنا)

اختلاف کے عوامل میں سے ایک جو متزلزل گھرانہ میں پایا جاتا ہے وہ میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بے جا توقعات رکھنا ہے۔

ماں باپ میں سے ہر ایک، ممکن ہے کچھ ایسے توقعات رکھتے ہوں جن کا ایجاد کرنا قطعی طور پر دوسرے کے لئے سخت ہے۔ یہی امر اختلاف کا سبب بنتا ہے اور اولاد کی تربیت کے لئے مسائل پیش آتے ہیں جو بہت خطرناک ہے۔ رسول اکرمؐ ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ہر وہ عورت جو اپنے شوہر کو ایک ایسے کام کے لئے بہکائے اور ایسے کام کی امید رکھے جس کا انجام دینا اس کے بس میں نہ ہو، ایسی عورت کے نیک کام قبول نہیں کئے جائینگے اور خدا کا ایک ایسی حالت میں دیدار کرے گی خدا اس سے ناراض ہو(۱)

یہ بات واضح ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی نسبت کچھ وظائف رکھتا ہے مگر اسکا مطلب یہ نھین ھیکہ بے جا توقعات رکھے جو اس کی قدرت سے باہر ہو، اور ظاہر ہے کہ میاں بیوی میں سے جس کے پاس اس قسم کی بے جا توقعات ہوں وہ گھریلو نظام کو متزلزل کر دیتا ہے اور بچوں کی روحی وفکری رشد کے لئے مانع بن جاتا ہے۔

۳۔ ''مالی اور اقتصادی مشکلات''

یہ عامل گھر کے سرپرست کی بے کاری یا ہماہنگی نہ ہونے، یا دیگر علتوں کیوجہ سے وجود میں

۱۔ مکارم الاخلاق

آتا ہے۔ اب اگر یہ وضعیت پیدا ہو جائے اور گھریلو موحول میں غرق نہ ہو جائے اور میاں بیوی میں سے ہر ایک تحمل نہ کرے تو قطعی طور پر زہریلے اختلافات پیدا ہونگے اور اولاد اس آگ کے بھڑکتے شعلوں میں لکڑیوں کی طرح جل کر راکھ ہو جائیں گی۔

ائمہ معصومین علیہم السلام نے ان عورتوں کو جنت کی بشارت دی ہے جو گھریلو واقتصادی مسائل میں صبر وتحمل اور بردباری سے کام لیتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ: ایک شخص پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میری ایک بیوی ہے، میں جب بھی گھر میں داخل ہوتا ہوں میرے استقبال کے لئے آتی ہے، جب بھی گھر سے باہر جاتا ہوں مجھے چھوڑنے آتی ہے اور جب بھی میں غمگین ہوتا ہوں وہ مجھ سے پوچھتی ہے کہ کیا ہوا، کیوں غمگین ہو۔ اگر تمہارا غمگین ہونا معیشت زندگی کے لئے ہے تو جان لیں کہ تمہارے رزق کا ضامن تمہارے علاوہ کوئی اور ہے اور اگر تمہارا غمگین ہونا امرِ آخرت کے لئے ہے تو خداوند عالم تمہارے اس غم کو اور بھی زیادہ کرے۔ پس پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: ''تم اپنی بیوی کو بھشت جاویدانی کی بشارت دو اور اس سے کہو کہ واقعی تم پروردگار عالم کے کارگزاروں میں سے ہو اور ہر دن تمہارے لئے ستر (۷۰) شہیدوں کا اجر وثواب لکھا جائے گا''(۱)

۴۔ دوسروں کی دخالت

بعض افراد جو اپنے اندر ایک مخصوص خلاء کو محسوس کرتے ہیں وہ ہمیشہ اس خلاء کو پر کرنے کے خیال سے خیالات کی گلیوں میں سرگرداں نظر آتے ہیں اور اپنے اندر موجود کینہ، حسد وغیرہ

۱۔ مکارم الاخلاق ج ۱ ص ۳۸۲

کی آگ کو مستقیما یا غیر مستقیما ایک گھرانے پر ڈال دیتے ہیں۔

میاں بیوی اس نکتہ کو بھی مدنظر رکھیں کہ اس قسم کے حادثے کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے جلدی اور فوری اقدام کریں ورنہ یہی امر اختلاف ایجاد کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اور خاندانی آگ اولاد کے لئے مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

تربیت اور گھریلو مسائل کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق تمام علل وعوامل کا سلسلہ اور جوانوں کی تنزلی ونا کامی اور سقوط کا سلسلہ وسرچشمہ یہی مسئلہ ہے۔ جوان اپنی شخصیت کی شکل گیری کے حساس مرحلے میں متوجہ نہ ہوں اور ایسے گھرانے میں پرورش پائیں جس میں لڑائی جھگڑے کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو، تو وہ نامشروع یعنی غیر شرعی مسائل اور اخلاقی فسادات کے شکار ہو جاتے ہیں، اور جس خلاء کو اپنے اندر ایجاد کر چکے ہیں اسے پر کرنے کے لئے وہ ہر کام کر سکتے ہیں۔

اسی بناء پر والدین، میاں بیوی اور صاحبان اولاد متوجہ رہیں کہ آپسی اختلافات اور کشمکش سوائے اولاد کی نابودی کے اور کوئی ثمرہ نہیں رکھتا۔ اس خطرناک بیماری کے علاج کے لئے جس قدر ممکن ہو جلد اقدام کریں اور اپنے آپ کو تفاہم اور ہم دلی کے اسلحے سے لیس کریں اور اپنی اولاد کی رشد ونمو اور اچھی تربیت کے لئے راہ ہموار کریں۔

☆☆☆☆☆

﴿حکایت﴾

''اصمعی'' جو مامون کا وزیر اور ایک دولت مند شخص تھا وہ کہتا ہے: ایک دن میں شکار کرنے گیا تھا اور ایک ایسے صحراء میں پہونچا جہاں نہ کوئی گھاس تھی اور نہ پانی۔ مجھے شدت سے پیاس لگ رہی تھی، دور سے میں نے ایک خیمہ دیکھا اور پانی کی تلاش میں اس خیمے کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں ایک جوان عورت بیٹھی ہوئی تھی، میں نے اسے سلام کیا اور پانی طلب کیا۔ وہ کہنے لگی: خیمہ میں پانی تو ہے لیکن مجھے یہ اجازت نہیں دی گئی ہے کہ آپ کو پلا دوں، میں تھوڑا سا دودھ تمہیں لا دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ تھوڑا سا دودھ لائی اور مجھے دیا۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ دیکھا ایک بوڑھا اور کالا شخص جو لنگڑا تھا، بعد میں معلوم ہو کہ وہ اس عورت کا شوہر ہے، ایک اونٹ پر سوار چلا آ رہا ہے۔ وہ عورت اپنے شوہر کے استقبال کے لئے گئی اور اسے لا کر بٹھا دیا، اس کے پاؤں دھونے لگی اور بے حد احترام کرنے لگی۔ لیکن جس قدر یہ عورت اس کا احترام کرتی تھی اتنا ہی وہ مرد اس سے بداخلاقی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ میں اس عجیب منظر کو برداشت نہ کر سکا، فوراً خیمہ سے باہر نکلا اور اس عورت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: کیا تمہاری جوانی اور حسن پر حیف نہیں ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ایک بدخلق بوڑھے اور زشت انسان کے حوالے کر رکھا ہے؟

عورت اس جملے سے سخت ناراض ہوئی اور کہنے لگی: تم پر افسوس ہے! تم ایک مملکت کے وزیر ہونے کے باوجود ایسی بری باتیں کر کے یہ چاہتے ہو کہ میرے دل سے میرے شوہر کی محبت کم ہو جائے۔ اس کے بعد کہنے لگی: میں نے رسول خدا کی ایک روایت سنی ہے اور اس پر عمل کرنا چاہتی ہوں تاکہ ایمان کامل کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کروں۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے: ﴿الایمان نصفه الشکر ونصفه الصبر﴾ ایمان کا نصف

حصہ شکر میں اور نصف صبر کرنے میں ہے ۔

اس کے بعد کہنے لگی: دنیا چاہے اچھی ہو یا بری، کڑوی ہو یا شیرین، گزر جاتی ہے۔ مہم یہ ہے کہ انسان ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جائے۔ دنیا آخرت تک پہونچانے کا ایک پل ہے اور وہ جگہ جو ہمیشگی اور دائمی ہے وہ آخرت ہے(۱)

☆☆☆☆☆

﴿ایک اور حکایت﴾

ابوایوب کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی کسی حادثے میں انتقال کر گیا۔ بیٹے کی موت کے دوران ابوایوب حاضر نہیں تھا۔ بچے کی ماں لاش پر بیٹھ کر رو رہی تھی، جب اسے اپنے شوہر کے آنے کا پتہ چلا تو بچے کی میت کو کسی کونے میں رکھ کر اپنے شوہر کا استقبال کیا ۔ ہمیشہ کی طرح ہنس کر اس کا خیر مقدم کیا۔ تھوڑی دیر بعد ابوایوب سے کہنے لگی: اگر تمہیں کوئی شخص امانت کے طور پر کوئی چیز دے اور وہ اسے طلب کرے تو کیا آپ ناراض ہوں گے ؟ابوایوب کہنے لگا: نہیں۔ بیوی نے کہا: تین سال پہلے خداوند عالم نے میرے پاس ایک چیز امانت رکھی تھی اور آج اس امانت کو واپس لے لی۔ ابوایوب کہنے لگا: الحمدللہ رب العالمین ۔ اور پھر اٹھ کر مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ جب خاتم انبیاءؐ نے ابوایوب کو دیکھا تو فرمایا : "مبارک ہو" نقل کرتے ہیں کہ جس رات رسولؐ خدا نے اس کو مبارکبادی دی تھی اسی رات بچے کا نطفہ ٹھہرا، جو اسی زمانے کے بزرگوں میں شمار ہوتا تھا۔ (۲)

....

۱۔ خانوادہ در اسلام ۲۔ خانوادہ در اسلام ص ۶۲

اگر چہ اختلافات کو دور کرنا اور گھریلو مسائل کو حل کرنا والدین کے ہاتھ میں ہے لیکن اولاد بھی ان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے راہ حل تلاش کر سکتی ہے۔ وہ جوان حضرات جو اس قسم کے گھرانوں میں پرورش پاتے ہیں، اپنے آپ کو والدین کے اختلافات وغیرہ سے دور رکھیں اور ہوشیار رہیں کہ کہیں ان سختیوں میں گرفتار نہ ہو جائیں اور صرف یہ کوشش کی جائے کہ اختلافات کو جڑ سے اکھاڑ کر تربیت کی راہ میں جو خرابیاں ہیں انہیں ختم کر دیں۔

☆☆☆☆☆

﴿والدین کا رویّہ﴾

والدین کا رویّہ اور چال چلن بچوں کی شخصیت پر اثر انداز ہونے کے حوالے سے بہترین عامل ہے۔ والدین اپنے بچوں کو ابتدائی رہنما کے عنوان سے جب تربیت دیتے ہیں تو ضروری ہے کہ اپنے حرکات اور رفتار پر کافی دقت نظری سے کام لیں اور اس مسئولیت اور ذمہ داری کو کم نہ سمجھیں۔

معنوی مسائل کی طرف اہمیت دینا جیسے نماز روزہ وغیرہ اس سے بچوں کی صحیح تربیت ہوتی ہے اور کردار سازی میں بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ (اگر والدین بے نمازی ہوں تو بچوں کی روحی طاقت کمزور
پڑ جاتی ہے)

ہر انسان اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق ہمیشہ ترقی و تکامل کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور کامیابی کی منزل تک پہونچنے کے لئے ایک نمونہ کو انتخاب کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے (تاکہ اس کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے خود کو کمال کی منزل تک پہونچائے) یہ

خصوصیت حتی حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے جو قابل مشاہدہ ہے۔ مثال کے طور پر آپ پرندوں کو دیکھتے ہیں، وہ انڈے سے باہر نکلتے ہی پرواز کرنا، تیرنا، خود کو دوسروں سے بچانا یہاں تک کہ غذا جمع کرنے کا طریقہ وغیرہ اپنے والدین سے سیکھتے ہیں۔ اور والدین کو بعنوان نمونہ انتخاب کرتے ہیں۔

انسان بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ بچوں کا دماغ ایک آیئنے کی طرح ہے، جو بھی چیز اس کے سامنے رکھ دی جائے اس میں نقش ہوتی جائے گی۔ لہٰذا والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی تربیت و تعلیم کے لئے جو رفتار اور چال چلن مانع بنتے ہیں ان سے پرہیز کریں۔ جو والدین اپنے بچوں کو برے اعمال کی وجہ سے گناہ، تجاوز کاری اور انتقام جوئی وغیرہ کے لئے آمادہ کرتے ہیں وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔

دینی بزرگان اور چہاردہ معصومینؑ جو تعلیم و تربیت کے لئے بہترین نمونہ عمل کے عنوان سے پہچانے جاتے ہیں، والدین کی رفتار اور حرکات کی اہمیت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔

رسولؐ اسلام امیر المومنینؑ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: یا علی لعن اللّٰہ والدین حملا ولدھما علیٰ عقوقھما (ا) ''خدا کی لعنت ہو ان والدین پر جو اپنے برے کردار و رفتار کی وجہ سے اپنے بچے کو منحرف کرتے ہیں'' اور

ا۔ بحار الانوار ج ۷۷ ص ۶۰

اسے گناہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

والدین کا جھوٹ بولنا، تہمت، غیبت، نشہ کرنا، حسد اور کینہ وغیرہ بچوں کی موجودگی میں بہت برے اثرات رکھتے ہیں۔ اگر ان افعال کی وجہ سے بچے کسی مشکل میں پڑ جائیں تو والدین اپنے اوپر ملامت کریں کسی اور پر نہیں۔ والدین ایک بار بھی اگر بچوں کی موجودگی میں نماز نہ پڑھیں تو پھر کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ بچے جو کل جوان ہو کر برے اور گندے ماحول کی طرف نہیں جائیں گے۔ جو بچہ کاملاً اپنے والدین کے ہمراہ زندگی بسر کرتا ہے وہ قطعی طور پر والدین کے اخلاق کا تابع بن جاتا ہے اور اس بات کی تصدیق ہر عاقل و کامل انسان کرتا ہے۔

ہمارے امام حضرت محمد باقرؑ نے والدین کو بچوں کی ایمانی تربیت کرنے کے عنوان سے فرمایا: ''بچے جب تین سال کے ہو جائیں تو انہیں کلمہ توحید لاالٰہ الااللّٰہ سکھایا جائے، چار سال کی عمر میں محمدؐ رسول اللہ اور پانچ سال کی عمر میں انہیں چہرے کو قبلہ کی طرف کرنا سکھایا جائے اور ان سے کہیں کہ سر کو سجدے میں رکھیں'' (ا)

اصلی شرط یہ ہے کہ بچہ تربیت پائے اور معنویت حاصل کرے۔ یہی والدین کا فریضہ ہے کہ شرعی وظائف پر عمل پیرا ہوں۔ ورنہ فارسی میں مشہور قول ہے:

﴿رطب خوردہ کی منع رطب کند﴾

اگر والدین عزت نفس، شرافت اور اچھے اخلاق کے مالک ہوں تو اولاد بھی ان کے نقش قدم

ا۔ مکارم الاخلاق ج ا ص ۲۲۴

پر چلتے ہوئے ایسی ہی ہوں گی۔ اور اگر برے اعمال اور بری باتوں سے پرہیز کریں تو یقینا اپنی اولاد کو بھی ایسی خصوصیات کے ساتھ ہی پائیں گے۔ اسی حوالے سے ایک نمونہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں: متفکر اسلام مشہور معروفلسفی آیۃ اللہ شہید مرتضی مطہریؒ نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو معنویت کے اعتبار سے بہت بلند تھا، یہی والدین کی رفتار اور معنوی کردار باعث بنا کہ خدا شناسی کے شعلے، اسلامی فلسفہ اور بہت سارے علمی موضوعات ان میں مشتعل ہو گئے اور ایک عظیم شخصیت و مفکر اسلام کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ شہید مرتضی مطہریؒ اپنے والد بزرگوار شیخ محمد حسین مطہری کے بارے میں فرماتے ہیں: میرے والد محترم جو ایک باوقار اور شریف انسان ہیں، کبھی بھی سونے کے وقت میں تاخیر نہیں کی، شام کو کھانے کے بعد تین گھنٹے جب گزرتے ہیں تو وہ سو جاتے ہیں اور اذان صبح سے کم از کم دو گھنٹے پہلے بیدار ہوتے ہیں، قرآن کے ایک پارے کی تلاوت کرتے ہیں اور خضوع وخشوع کے ساتھ نماز شب پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں، ابھی وہ تقریبا سو سال کی عمر کو پہونچے ہیں کبھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ ایک رات بھی انہیں بے چینی و پریشانی محسوس ہوئی ہو۔ اور کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں وہ اپنے والدین کے لئے دعا نہ کرتے ہوں۔ (۱)

جی ہاں! شہید مرتضی مطہریؒ ایسے گھرانے میں پیدا ہوے تھے اور تربیت ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف علوم اسلامی میں ریسرچ اور تحقیق کرنے پر وہ کامیاب رہے۔ اس کے علاوہ یہ شہید بزرگوار ایسے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو شب بیداری و نماز شب کو زیادہ

۱۔ نامداران راحل، کریم جوانشیر ص ۲۱۶

اہمیت دیتے ہیں۔ اس قدر اپنے اندر معنویت پیدا کر رکھی تھی کہ شہید ہونے سے ایک رات پہلے خواب میں دیکھا کہ رسولؐ اسلام آپ کے لبوں کا بوسہ لے رہے ہیں۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے فرماتے ہیں: میری زندگی میں بہت جلد کوئی حادثہ رونما ہونے والا ہے۔ اور اس کا انجام یہ ہوا کہ ایک رات بعد جام شہادت نوش فرما کر اپنے خالق حقیقی کے جوار رحمت سے پیوست ہو گئے۔

۳۔((صحیح تربیت نہ دینا))

گذشتہ ابحاث میں اختلافات و والدین کا جھگڑنا اور ان کا رویہ بچوں کی تربیت پر برے اثرات مرتب کرنے کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔

یہاں پر ایک اور نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو جوانوں کی صحیح تربیت میں رکاوٹ بننے والے عوامل میں سے ایک ہے۔

ہم اس حصے میں صحیح اسلامی تربیت معصومینؑ کی نظر میں کیا ہے؟ اس حوالے سے بحث کریں گے۔

((تربیت کی اہمیت))

اگر چہ انسان اپنی تمام زندگی میں تربیت کا محتاج ہے لیکن کمسنی میں تربیت کے مسائل کو حاصل کرنے کی زیادہ آمادگی رکھتا ہے۔ کمسنی ہر قسم کی تربیت کو قبول کرنے کے لئے آمدہ ہوتی ہے اور بچپنے میں جو چیزیں سیکھ جاتا ہے وہ اس کے دماغ کی گہرائی تک نفوذ کر جاتی ہیں اور آخر عمر تک آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کرتا ہے۔

رسولؐ خدا فرماتے ہیں: چھوٹے بچے کو کوئی چیز حفظ کرانا ایسا ہی ہے جیسے نقش کالحجر

(جو کبھی نہیں مٹتا)(۱) لہٰذا والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنا شروع کریں۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: مانحل والد ولداً نحلاً افضل من ادبٍ حسنٍ (۲) ''کسی بھی باپ نے اپنے بچے کو کوئی ایسی چیز نہیں بخشی ہے جو تربیت سے زیادہ اچھی ہو''

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: اِنّ خَیر ماورث الآباء لابنائهم الادب لا المال (۳) ''بہترین ارث جو والدین اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاتے ہیں وہ ادب او رتربیت ہے، مال و دولت نہیں۔'' تربیت کی اہمیت یہاں تک ہے کہ امام سجادؑ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کے لئے خداوند عالم سے مدد مانگتے ہیں: خداوندا! مجھے اپنی اولاد کو اچھی تربیت دینے میں میری مدد فرما۔(۴)

نادان والدین جو اپنے بچوں کو بچپنے سے ہی بری چیزوں کی تربیت دیتے ہیں وہ اپنی اولاد کے لئے بربادی اور تباہی کے اسباب فراہم کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اولاد زندگی بھر کیلئے بدبختی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

۱۔ نہج الفصاحۃ ص۲۹۱

۲۔ مستدرک الوسائل ج۱۵ باب۵۹ ص۱۶۵

۳۔ کافی ج۸ ص۱۵۰ حدیث۱۳۲

۴۔ صحیفۂ سجادیہ

جو کچھ روایات اہلبیتؑ سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ والدین کا وظیفہ اور بچوں کا حق والدین پر، اس بچے کا نطفہ ٹھہرنے سے پہلے ہے، نمونے کے طور اس روایت پر توجہ فرمائیں:

مولا علیؑ فرماتے ہیں: ہرگز احمق عورت سے شادی نہ کرو کیونکہ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، غم واندوہ اور بلاء نازل ہونے کا سبب ہے اور اس کا بچہ بھی بدبخت اور ضائع ہو جائے گا۔(۱)

جو لوگ سیر و سلوک کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں اور کامیابی کے منازل پر نظر آتے ہیں وہ لوگ ہیں جن کے والدین نطفہ ٹھہرنے سے پہلے بھی اور ولادت کے بعد بھی انکی تربیت و تعلیم سے غافل نہیں رہے ہیں۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ مقدس اردبیلی کے پدر بزرگوار محمد اردبیل کے شہر نیار میں رہتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے کھیت کی سینچائی میں مشغول تھے اور پانی آرہا تھا اتنے میں ایک سیب پانی کے ساتھ آیا، انہوں نے اس سیب کو پانی سے اٹھایا اور کھالیا لیکن تھوڑی دیر بعد اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور اسی نہر کی طرف چل دیے جہاں سے پانی آرہا تھا، چلتے چلتے ایک باغ میں پہونچے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ سیب اسی باغ کا ہے، باغبان کے پاس چلے گئے اور اس سے رضایت طلب کی۔ باغبان کہنے لگا: یہ باغ تنہا میرا نہیں ہے بلکہ اس میں میرے بھائی کا بھی حصہ ہے، میں اپنے حصے کی اجازت دیتا ہوں لیکن میرا بھائی نجف اشرف میں رہتا ہے مجھے اسکی جانب سے ایسا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ محمد بہت پریشان

۱۔ وسائل الشیعہ ج۱۴ ص۵۶

ہو گئے بالآخر حضرت امیر المومنین کی زیارت اور اس شخص سے اجازت طلب کرنے کے قصد سے نجف اشرف گئے۔ نجف میں اس شخص کو ڈھونڈنے نکلے، بالآخر وہ شخص مل گیا اور محمد نے پورا ماجرا بیان کرنے کے بعد اس سے رضایت اور اجازت مانگی، اس شخص نے اجازت دینے میں ایک شرط رکھی کہ: اگر تم میری بیٹی سے شادی کرو تو اجازت مل جائے گی، اور بیٹی کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہنے لگا: میری بیٹی بہری، اندھی، گونگی اور بے حس ہے۔ محمد جس نے اتنی زحمتیں برداشت کر کے نجف پہونچے تھے بغیر کسی نتیجے کے واپس آنا بھی مناسب نہیں سمجھا اور اجازت کی خاطر اس شخص کی شرط کو قبول کر لی۔

عقد نکاح جاری ہو گیا اور شادی کی رات آپہونچی اور محمد اندھی، بہری اور گونگی دلہن کے منتظر بیٹھے تھے اتنے میں ایک حسین وجمیل دلہن کو کمرے میں آتے دیکھا اور نہایت تعجب کے ساتھ اس دلہن سے پوچھنے لگے: تمہارے باپ نے تمہاری ایسی صفتیں کیوں بیان کی۔ دلہن کہنے لگی: میرے باپ نے کہا کہ وہ بہری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نا شائستہ الفاظ میں نے نہیں سنے ہیں، اور میرا اندھا پن یہ ہے کہ میں نامحرموں کو نہیں دیکھتی ہوں، اور میرا بے حس ہونا یہ ہے کہ میں بے کار جگہوں میں نہیں جاتی، میرا گونگا پن یہ ہے کہ میں غیبت اور برے الفاظ کہنے سے پرہیز کرتی ہوں۔ اور اس ازدواج کا نتیجہ وماحصل ایک فرزند ہے جو شیخ احمد معروف مقدس اردبیلی ہیں جو امام زمانہؑ کے دیدار کا افتخار رکھتا ہے۔(۱)

۱۔ نامداران راحل جوانشیر ص ۲۷

ایسا باپ جو اس قدر احتیاط کرتا ہے اور نصف سیب کو حلال کروانے کے لئے جو بغیر اجازت کے کھایا تھا، سفر کی مشقتوں کو برداشت کرتے ہوئے اس زمانے میں نجف اشرف کا سفر کرے اور اس اجازت کے مقابلے میں ہر شرط کو قبول کرے تو یقیناً ایسے فرزند کا مستحق ہوگا (جو امام زمانہ کے دیدار سے شرفیاب ہو سکے۔)

(لطیفہ)

ایک جوان اپنے باپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو باندھ کر قتل کرنے کے ارادے سے اسے مار رہا تھا، کچھ لوگ مانع بنے اور کہنے لگے: آخر یہ تمہارا باپ ہے کیوں اسے مار رہے ہو؟ جوان کہنے لگا: کیوں کہ اس نے میرے حقوق کی رعایت نہیں کی ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے: تمہارے کونسے حقوق؟ جوان نے کہا:

۱۔ اسے چاہیے تھا کہ میری ماں کو ایک شریف النسل اور صاحب حسب ونسب خاندان سے انتخاب کرے، مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

۲۔ اسے چاہیے تھا کہ میرا کوئی اچھا نام رکھے، مگر نہیں رکھا کیونکہ میرا نام برغوث ہے (برغوث عربی میں پسو کو کہتے ہیں)

۳۔ اسے چاہیے تھا کہ مجھے اچھی تربیت دے، مگر ایسا نہیں کیا۔ ایسا باپ مار کھانے اور یہاں تک کہ قتل کر دینے کا حقدار ہے یا نہیں؟(۱)

☆☆☆☆☆

۱۔ نمونہ معارف اسلامی ج ۲ ص ۵۴۷

تربیت کے مراحل

قال رسولؐ اللّٰہ : الولد سیدٌ سبع سنین وعبدٌ سبع سنین و وزیرٌ سبع سنین (۱) رسولؐ خدا نے فرمایا: بیٹا ابتدائی سات سال میں اپنے والدین کا آقا وسید ہے (یعنی پیدائش سے لیکر سات سال کی عمر تک) دوسرے سات سال میں والدین کا غلام ہے (سات سال سے چودہ سال کی عمر تک) اور تیسرے سات سال میں اپنے گھرانے کا وزیر اورمشیر ہے (یعنی چودہ سے اکیس سال کی عمر تک)

قال الصادقؑ دع ابنک یلعب سبع سنین ویودب سبع سنین و الزمہ نفسک سبع سنین (۲) امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ''اپنے بیٹے کو سات سال آزاد رکھو تا کہ وہ کھیلے کودے ۔ اور سات سال اس کی اچھی تربیت کرو اور سات سال (ایک دوست کی طرح) اس کے ساتھ رہو۔

﴿نماز اور عبادات﴾

۱۔قال رسولؐ اللّٰہ :مروا صبیانکم بالصلاۃ اذا بلغوا سبعاً (۳) رسولؐ خدا فرماتے ہیں: ''اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم کرو''

۱۔مکارم الاخلاق
۲۔کافی ج ۶ ص ۴۶
۳۔مستدرک

۲۔قال الباقرؑ : فاذا تم لہ ست سنین علم الرکوع والسجود حتی یتم لہ سبع سنین فاذا تم لہ سبع سنین قل لہ اغتسل وجھک و کفیک فاذا غسلھماقیل لہ صل (۱) امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: ''چھ سال کی عمر جب پوری ہو جائے تو اسے رکوع اور سجدہ کرنا سکھاؤ، یہاں تک کہ سات سال پورے ہو جائیں، جب سات سال پورے ہو جائیں تو اس سے کہا جائے کہ تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھو، جب وہ ان دونوں کو دھولے گا تو اس سے کہا جائے کہ تم نماز پڑھو۔''

۳۔عن معاویہ بن وھب قال: سألت اباعبداللّٰہؑ فی کم یؤخذ الصبی بالصلاۃ ؟فقالؑ بین سبع سنین و ست سنین (۲) معاویہ بن وہب نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: کس عمر میں بچہ نماز پڑھے گا؟ تو فرمایا: چھ اور سات سال کے درمیان۔

((بچوں کے آرام کرنے کی جگہ))

قال رسولؐ اللّٰہ الصبی والصبی والصبی و الصبیۃ و الصبیۃ و الصبیۃ یفرق بینھم فی المضاجع لعشر سنین (۳)
بچہ اور بچہ، بچہ اور بچی، بچی اور بچی جب دس سال کے ہو جائیں تو سونے کی جگہ الگ کر دیں۔ (یعنی ساتھ میں نہ سوئیں)

۱. مکارم الاخلاق ج ۱ ص ۴۲۴
۲. وسائل ج ۴ باب ۳ ص ۱۸
۳. مکارالاخلاق

قال الباقرؑ یفرق بنین الغلمان والنساء فی المضاجع اذابلغوا عشر سنین (۱)''امام باقرؑ نے فرمایا: بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کا بستر عورتوں سے جدا کیا جائے (یعنی الگ سلایا جائے)''۔

﴿دینی تعلیمات﴾

قال رسولؐ اللّٰہ: اذابلغت الجاریة ستّ سنین فلا یُقَبِّلُها الغلام والغلام لا تقبّلہ المرأة اذا جاوز سبع سنین (۲) رسولؐ خدا نے فرمایا: چھ سالہ بچی کو بچہ نہ چومے۔ اور اسی طرح عورتیں بھی اس بچے کو نہ چومیں جسکی عمر سات سال سے اوپر کی ہو۔

عن ابی الحسنؑ قال اذااَتت علی الجاریة ستّ سنین لم یجز ان یُقَبِّلُها رجلٌ لیست هی بمحرم له ولایضُمها الیه (۳)

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں: اگر بچی چھ سال کی عمر کو پہونچے تو نامحرم مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اس کا بوسہ لے اور اسی طرح اس بچی کو گود میں بھی نہیں اٹھا سکتا۔

۱۔ کافی ج۶ ص۴۷ حدیث۶

۲۔ مکارم الاخلاق

۳۔ وسائل ج۲۰ باب۱۲۷ ص۲۳۱

روایت میں ہے کہ احمد بن نعمان نے امامؑ سے سوال کیا: چھ سال کی بچی میرے پاس ہے اور میرے لئے محرم بھی نہیں ہے۔ امام نے فرمایا: اس کا بوسہ نہ لیں اور اُسے اپنی گود میں نہ بٹھائیں (۱)

﴿بچوں کو اسکول بھیجا جائے﴾

۱۔ قال علیؑ: تعلّموا العلم صغاراً تسود به کباراً (۲) علیؑ نے فرمایا: اپنے بچوں کو علم سکھائیں تا کہ بڑے ہو کر بزرگی حاصل کر سکیں۔

۲۔ قال علیؑ: وحق الولد علی الوالد ان یحسن اسمه و یحسن ادبه ویعلمه القرآن (۳) علیؑ نے فرمایا: بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اسے اچھی تربیت دے اور اسے قرآن مجید کی تعلیم دے۔

۳۔ عن النبیؐ قال: ان المعلم اذا قال لصبي بسم اللّٰه کتب اللّٰه له ولصبي ولوالدیه براۃ من من النار (۴)

پیغمبرؐ اسلام سے منقول ہے: جب کوئی استاد کسی بچے کو بسم اللہ کی تعلیم دیتا ہے تو خداوند عالم اس استاد کو، بچے کو اور بچے کے والدین کو جہنم کی آگ سے بچنے کی سند عطا فرماتا ہے۔

۱۔ بحار الانوار ج۲۳ ص۱۱۴

۲۔ غرر الحکم ص۲۹۷

۳۔ کلمات قصار شمارہ ۳۹۹

۴۔ مستدرک ج۱۵ باب۶۰ ص۱۶۶

﴿بچوں کی موجودگی میں مجامعت نہ کریں﴾

قال الباقرؑ: ایاک والجماع حیث یراک صبی بان یحسن ان یصف حالک (۱) امام باقرؑ نے فرمایا: ایسی جگہ جماع کرنے سے پرہیز کریں جہاں بچہ تمہیں دیکھ رہا ہو، اور تمہارے حرکات دوسروں کو بتا سکتا ہو۔ رسولؐ خدا ایک حدیث میں فرماتے ہیں: خدا کی قسم اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ ایک ایسے کمرے میں ہم بستری کرے جہاں کوئی بچہ جاگ رہا ہو اور ان دونوں کے فعل کو دیکھ رہا ہو یا ان کی سانسوں کی آواز سن رہا ہو وہ بچہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ بچہ ہو یا بچی اس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ زنا میں آلودہ ہو جائے گا۔(۲)

جو روایات بیان ہوئی ہیں اگرچہ اولیاء و حقیقی مربیان، ائمہ معصومینؑ کے سخنان کے دریائے بے کراں کا ایک قطرہ ہے۔ لیکن تمام روایات کا یہاں اس مختصر کتاب میں نقل کرنا محال ہے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ایک اور نکتے کی طرف آپ کی توجہات کو مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ والدین بچپن سے ہی اپنی اولاد کے دلوں میں نور ایمان کے عظیم چراغ کو روشن کر سکتے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کو جب کنویں میں پھینکا گیا تو نو سال کے تھے لیکن صحیح تربیت اور ایمانی قوت جو ان کے والدین نے ان میں ایجاد کر رکھی تھی، وہ بہت حیرت انگیز تھی۔ جب حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالا گیا اور معاملہ ہوا تو حاضرین میں سے ایک کہنے لگا:

۱۔ وسائل ج ۲۰ باب ۶۷ ص ۱۳۴

۲۔ وسائل الشیعہ

اس غریب بچے پر رحم کریں، جب حضرت یوسفؑ نے یہ سنا تو فرمایا: جو شخص خدا کے ساتھ ہے وہ کبھی غربت اور تنہائی میں گرفتار نہیں ہو سکتا (۱)

ظاہر ہے جب والدین اولاد کی روحی غذا ایمان کی فکر نہیں کریں گے اور صرف جسم کی غذا اور لباس کے پیچھے پڑے رہیں گے تو یقیناً ایسے والدین اپنی اولاد کی بربادی کیلئے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ کچھ ایسے والدین ہیں جو صرف جسمانی غذا اور لباس کی فکر کرتے ہیں اور روحی غذا کی انہیں پرواہ نہیں ہوتی، اور بچوں کی موجودگی میں اختلافات اور بے ہودہ باتیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے، ایسے والدین اس بات سے غافل نہ رہیں کہ بچہ جیسے جیسے جسمانی اعتبار سے بڑھتا جائے گا ویسے ویسے روحی طاقت میں بھی اضافہ ہونا چاہئے اگر روحی طاقت حاصل کرنے سے محروم رہے گا تو ایسا بچہ ماحول میں ایک کامیاب فرد کی حیثیت حاصل نہیں کر سکتا۔ سادہ لفظوں میں یوں کہا جائے کہ بچہ کی سعادت اور بدبختی کی تمام ذمہ داری والدین کے ہاتھوں میں ہے۔

﴿حکایت﴾

ابن ابی الحدید جو نہج البلاغہ کے شارح ہیں، اپنی شرح جو نہج البلاغہ پر لکھی ہے اس کے مقدمے میں سید فخار موسوی حلی کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیخ مفیدؒ نے ایک رات حضرت فاطمہ زہراؑ کو خواب میں دیکھا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ہاتھوں کو پکڑ کر انکے پاس لے کر آئیں، سلام کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ ان سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں: شیخ صاحب! یہ دونوں میرے بچے ہیں ان کو دینی احکام اور فقہی علم سکھائیں۔ شیخ مفیدؒ نیند

۱۔ مجموعۂ ورام ج ۱ ص ۳۲

سے بیدار ہوئے او بہت حیران ہو کر بیٹھے رہے۔ اگلے دن حسب معمول مسجد میں درس دینے گئے۔ اتنے میں ایک خاتون جن کا نام فاطمہ تھا اور ناصر کبیر کی بیٹی تھیں، وہ آ رہی ہیں کچھ اور عورتیں بھی ان کے ہمراہ ہیں اپنے دونوں بیٹے سید رضیؒ اور سید مرتضیٰؒ کو ساتھ لے کر آ رہی ہیں یہاں تک کہ مسجد میں آ گئیں، سلام کیا پھر کہنے لگیں: شیخ صاحب! یہ دونوں میرے بچے ہیں ان کو آپ کے پاس لے کر آئی ہوں تا کہ فقہی علم اور دینی احکام کا انہیں درس دیں۔ شیخ مفیدؒ خواب کی تعبیر کا یہ حال دیکھ کر بہت روئے اور اپنے خواب کو ان دونوں بزرگ عالموں کی ماں کے سامنے بیان فرمایا۔(۱)

یہ دونوں بزرگوار بہت بڑے مقام تک پہونچے اور شیخ مفیدؒ کی علمی استطاعت سے انہوں نے بطور کامل استفادہ کیا اور سید رضیؒ جنکی علمی کاوش کا نتیجہ نہج البلاغہ جیسی عظیم المرتبت کتاب ہے۔ اور سید مرتضیٰؒ جو علم الہدیٰ کے نام سے معروف ہیں علم و عمل کے میدان میں کامیابی کے منازل پر فائز ہوئے۔

اکثر والدین جو اس خیال میں رہتے ہیں کہ اولاد کی تربیت خود بخود ہو جائے گی۔ وہ اشتباہ کرتے ہیں۔ لہذا ایسے والدین کو چاہیے کہ اس قسم کے خیالات و توہمات سے باہر نکل کر اپنی توانائی اور ہمت سے اپنی اولاد کو صحیح اور اسلامی تربیت دیں اور شرعی وظیفے کو ہرگز فراموش نہ کریں۔

((۴۔ جوانوں کے ساتھ سلوک))

اجتماع میں جوانوں کی ناکامی کے نمونوں میں سے ایک ان کو جگہ نہ دینا اور انکی قدرت سے

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید چاپ بیروت ج ۱ ص ۴۱

استفادہ نہ کرنا ہے۔ یعنی جوانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنا اور انکے احساسات کو بروئے کار نہ لانا جوانوں کی ناکامی کے بہترین عوامل میں سے ہے۔ جوانوں کی قدرت پر والدین اور مسؤلین کا اعتماد نہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے جس سے چشم پوشی کی جائے۔

تربیت کے ماہرین اس نکتہ کو مد نظر رکھیں کہ اگر جوانوں کی ہمت ہاتھ سے نکل جائے اور ناکامی اور بربادی کی طرف کھنچ جائیں تو سوائے ملامت کے اور کوئی چارۂ کار نہیں رہے گا۔

رسولؐ اسلام نے چودہویں صدی سے پہلے اس مہم اجتماعی نکتہ کو عنایت فرمایا اور مملکت کے حساس ترین کاموں میں جوان نسل سے استفادہ فرمایا۔ نمونہ کے طور پر:

مصعب ابن عمیر جو ایک خوبصورت جوان تھا والدین اسے بہت زیادہ چاہتے تھے اور مدینہ منورہ کے لوگ بھی اس کا کافی احترام کرتے تھے۔ اگر چہ اس خطرناک اور زہر آلود دور میں رسولؐ اسلام کی پیروی کرنا جرم سمجھا جاتا تھا لیکن مصعب ابن عمیر نے ایمان قبول کیا اور اپنے اسلام لانے کو کسی سے ظاہر نہیں کیا۔

ایک دن طلحہ بن عثمان نے اسے نماز پڑھتے دیکھا اور یہ جان گیا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے، یہ خبر اس کی ماں تک پہونچا دی۔ مصعب کی ماں اور رشتیدار اس سے ناراض ہو گئے اور اسے ایک کمرے میں بند کر دیا تا کہ وہ پشیمان ہو جائے۔ لیکن مصعب ابن عمیر نے کبھی بھی اپنے عقیدے سے ہاتھ نہیں اٹھایا، پھر اسلامی تبلیغات عام ہونے کے بعد اسلام پھیل گیا اور جنگ بدر میں مصعب نے رسولؐ اکرم کے ساتھ شرکت کی اور جنگ احد میں رسولؐ اکرم کی نصرت کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب اہل مدینہ نے رسولؐ اسلام سے درخواست کی کہ ہمارے یہاں آپ اپنا نمائندہ بھیجدیں تو اس وقت پیغمبر اسلامؐ

نے اسی مرد صالح، اور خوبصورت جوان مصعب ابن عمیر کا انتخاب کیا اور نمائندہ بنا کر مدینہ روانہ کیا اور بہترین مأموریت کے ساتھ مصعب مدینے میں نمائندۂ رسولؐ کے عنوان سے رہے۔ مصعب وہ پہلا شخص ہے جس نے مدینے میں نماز جماعت قائم کی۔ اور ایک گروہ وہاں مسلمان ہوگیا جس میں سید بن خضر اور سعد بن معاذ وغیرہ شامل ہیں (۱)

بہت سارے جوان کم توجہی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنے کی وجہ سے بربادی کی طرف چلے گئے ہیں اور عصر حاضر میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آتے ہیں۔

وہ جوان جو والدین اور تربیت دینے والوں کی طرف سے ملامت کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی شخصیت کے خلاء کو پر کرنے میں لگے رہتے ہیں اور یہی امر سبب بنتا ہے کہ وہ ہم سے دور ہو جاتے ہیں، اور ایسے برے ماحول میں پھنس جاتے ہیں جہاں سے نکلنا خاصا دشوار ہو جاتا ہے اور یہی امور جوانوں کی ناکامی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

اسی لئے ائمہ معصومینؑ اس بات پر زور دیتے ہیں: اپنے بچوں کو تیسرے سات سال میں (۲۱ سال میں) ایک مشیر اور وزیر کے عنوان سے اپنے ہمراہ رکھ کر اسکی تربیت کرے۔

انسان کبھی بھی اپنے مشاور (مشورہ دینے والا) کو حقیر نہیں سمجھتا۔ اور کبھی اس کی ملامت نہیں کرتا اور دوسروں کے ساتھ اس کا مقایسہ نہیں کرتا۔ پھر کیوں ہم اپنی اولاد کو

۱۔ جوان فلسفی ج۱ ص۱۶

جو ہمارے بعد اپنی زندگی کو چلانے کی ہمت رکھتی ہے اپنا مشاور نہیں مانتے اور انہیں کیوں برباد کرتے ہیں؟

تربیت دینے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ ایک جوان پندرہ سال سے اکیس یا بائیس سال کی عمر کے دوران مغرور ہوتا ہے اور لاشعوری طور پر بالغ ہو جاتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے استقلال کا احساس کرتا ہے۔ اب اگر ماں باپ یا اس کے یار دوست اس بات کو درک نہ کرسکیں اور اس کے احساسات خدشہ دار بن جائیں تو ناامیدی کے دریا میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روانی اور مزاج سے واقف ہیں صحیح سوچ اور سمجھ کے ساتھ بچوں کو آزادی اور استقلال دیں اور انہیں اپنی فطری چیزوں اور مصلحتوں میں آزاد رکھیں ان پر نکتہ چینی نہ کریں۔

لیکن بعض والدین بچوں کو آزادی دینے جوان کا طبیعی حق ہے اسکی مخالفت کرتے ہیں اور انکی مرضی اور چاہتوں کو بے حیائی اور خود پسندی وغیرہ کا نام دیتے ہیں جس سے ان کے جذبات اور قوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہی امر ایک گھرانے میں اختلاف کی آگ کو بھڑکانے کا سبب بنتا ہے اور بعض اوقات گناہ عظیم میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور عملاً ان جوانوں کو غیر شرعی اور خطرناک کاموں کی طرف جانے میں مجبور کرتے ہیں۔ لھذا یہ ضروری ہے کہ عقل وفہم سے کام لیتے ہوئے جوانوں کی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے ان کا احترام کریں اور محبت و دوستی کی آغوش میں انہیں پروان چڑھائیں۔ اور یہ جان لیں کہ بے رحم شکاریوں کی کمین گاہ جوانوں کو جذب کرنے کے لئے آمادہ ہے اور ایک عظیم غلطی ہزاروں سال کے لئے پشیمانی کا باعث بن سکتی ہے۔

دوسرا حصہ: ماحول

☆ ہمنشین

☆ معاشرے کی تخریب کاریاں

☆ استعماری یلغار

ا۔ ہمنشین (ساتھی)

''جوانوں کی ناکامی کے عوامل گھریلو زندگی میں'' اس موضوع سے فارغ ہونے کے بعد اب ہم ان عوامل کو ذکر کریں گے جو گھر سے باہر کے ہیں۔

پہلا مسئلہ جو ایک جوان کے لئے گھر کے باہر پیش آتا ہے وہ یار دوست اور سوسائٹیز ہیں جن کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ قارئین محترم اس بات سے واقف ہوں کہ ہمیں کیسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چاہیے؟ ایک دوست اور رفیق کے شرائط کیا ہیں؟ اور کلی طور پر اس مسئلے میں اسلام کا نظریہ کیا ہے؟ خداوند عالم قرآن مجید میں اور ہمارے بزرگان اور رہبران اس مسئلے میں بہت مہم نظریات رکھتے ہیں لیکن پہلے آپ کی توجہات کو ایک نکتے کی طرف مبذول کراتے ہیں:

ماہرین تربیت کی تحقیق کے مطابق بہت سارے لوگ جو جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آتے ہیں وہ سب اس گندی سوسائٹی کی وجہ سے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ جو فیلم ''مرکز آموزشہای تخصصی تبلیغ'' نے آمادہ کیا تھا، میں نے خود دیکھی کہ بہت سارے لڑکے لڑکیاں جس قسم کی برائی میں مبتلاء تھے وہ سب یار دوستوں اور گندی سوسائٹی کی وجہ سے تھے ۔فارسی میں شاعر کہتا ہے:

تا توانی می گریز از یار بد ☆ یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا تو را از جان زند ☆ یار بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی جس قدر ممکن ہو برے دوست سے بچو کیونکہ برا دوست ڈسنے والے زہریلے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ سانپ تمہیں صرف جان سے مار دیتا ہے مگر برا دوست تمہاری جان اور تمہارا ایمان دونوں کو لے ڈوبتا ہے۔

استاد شہید مرتضی مطہریؒ اپنی کتاب ''تعلیم و تربیت'' میں فرماتے ہیں: معاشرت کے باب میں جو چیز بہت بڑا اثر رکھتی ہے وہ یار دوستی ہے، دوستی و ہمنشینی انسان کو تبدیل کرنے کا بہترین عامل ہے اگر یہ دوستی اچھی دوستی ہو تو انسان کو بنا دیتی ہے اور اگر غلط دوستی ہو تو ایک آگ کی مانند ہے جو انسان کو جلا دیتی ہے (۱)

می رود از سینہ ھا در سینہ ھا ☆ از رہ پنہان صلاح و کینہ ھا

صحبت صالح تو را صالح کند ☆ صحبت طالح تو را طالح کند

اچھے لوگوں کی صحبت آپ کو صالح بنا دیتی ہے اور برے بدکردار لوگوں کی ہمنشینی و صحبت آپ کو بھی بدکار بنا دیتی ہے۔

﴿دوست کا انتخاب قرآن کی نظر میں﴾

قرآن مجید اور روایات میں اس موضوع پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے دور میں مشرکین میں سے دو شخص بنام عقبہ اور ابی آپس میں گہرے دوست تھے، عقبہ جب بھی سفر سے واپس پلٹتے تھے تو مہمانوں کو گھر میں بلاتے تھے اور اس وقت جب اسلام قبول نہیں کیا تھا پیغمبر اسلامؐ کو بھی دعوت دیتے تھے ایک دن سفر سے واپسی پر حسب معمول مہمانوں کو بلا یا اور اپنی قوم کے بزرگوں کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کو دعوت دی۔ سارے مہمان حاضر ہوئے اور جب دسترخوان بچھایا گیا تو رسولؐ خدا فرمانے لگے: میں تمہاری غذا نہیں کھاؤں گا مگر یہ کہ تم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دو۔

ا۔ تعلیم و تربیت شہید مرتضی مطہری، ص ۹۳۹۰

عقبہ نے فوراً کلمہ شہادتین کو اپنی زبان پر جاری کیا پھر رسولؐ اسلام نے غذا تناول فرمایا۔ یہ خبر بہت جلد ہی پورے شہر میں پھیل گئی اور جب عقبہ کے دوست اُبی کو بھی یہ بات معلوم ہوئی تو فوراً عقبہ کے گھر پہونچا اور کہنے لگا: تم اپنے دین سے منحرف ہوگئے ہو۔ یہ کہکر اسکی سخت مذمت کی۔ عقبہ نے کہا: میں اپنے دین سے منحرف نہیں ہوا ہوں ایک شخص کھانا کھانے کو تیار نہیں تھا مگر یہ کہ میں شہادتین پڑھوں، میں نے ان کی خواہش اس لئے پوری کی کہیں وہ دسترخوان سے خالی پیٹ نہ اٹھ جائے۔ اُبی کہنے لگا: مجھے یقین نہیں آتا میں تم سے اس وقت تک ناراض رہوں گا جب تک محمدؐ کے پاس جاکر اور انکی توہین نہیں کرتے۔ عقبہ اپنے بدکردار دوست کے فریب اور دھوکہ میں آگیا اور مرتد ہوگیا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ جنگ بدر میں کافروں کے لشکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کی اور واصل جہنم ہو گیا۔ اور اس کا دوست اُبی بھی جنگ بدر میں مارا گیا۔

قرآن مجید کے سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۲۷ سے ۲۹ تک ان لوگوں کی سرنوشت ومجازات (یعنی مقدر اور جزا) کو بیان کرتی ہیں جو دوست کے انتخاب کی وجہ سے منحرف ہوجاتے ہیں (۱)

یا ویلتا لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلاً (۲) ''ہائے تباہی! کاش میں نے فلان دوست نہ بنایا ہوتا''

۱۔ مجمع البیان ج ۷ ص ۱۶۶

۲۔ فرقان/ ۲۸

﴿ہمنشین روایات کی روشنی میں﴾

ائمہ معصومینؑ کے فرامین سے یہ بات ثابت ہے کہ ہمنشینی اور ہم صحبت کو کافی اہمیت دی گئی ہے تاکہ جوانوں کا وظیفہ روشن ہوجائے، ہم پر لازم ہے کہ ہم ان فرامین پر عمل کریں تاکہ بربادی کے دلدل سے نکل جائیں، ائمہ معصومینؑ کے بعض اقوال درج ذیل ہیں:

بدکردار دوست:

قال علیؑ: واحذر صحابة من یفیل رأیه و ینکر عمله فانّ الصّاحب معتبرٌ بصاحبه (۱)

''امیر المومنینؑ حارث ہمدانی کو توصیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے۔''

﴿ساتھی انسان کی شخصیت کی پہچان ہے﴾

روی انّ سلیمانؑ قال: لا تحکموا علی الرجل شیءٍ حتی تنظروا الی من یصاحب فانما یعرف الرجل باشکاله واقرانه (۲)

''حضرت سلیمانؑ سے روایت ہے کہ فرمایا: کسی شخص کے بارے میں نیکی اور بدی کا فیصلہ نہ سنائیں جب تک اس کے ساتھی کو نہ دیکھیں کیونکہ انسان اپنے ساتھیوں کے

۱۔ نہج البلاغہ نامہ ۶۹

۲۔ مستدرک ج ۸ باب ۱۰ ص ۳۲۷

ذریعے پہچانا جاتا ہے۔"

﴿شریر لوگوں کی صحبت میں رہنا﴾

عن علیؑ قال: لاتصحب الشّریر فانّ طبعک یسرق من طبعه شراً وانت لاتعلم (۱) "امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ فرمایا: بدکردار اور شریر لوگوں کی صحبت میں نہ رہو۔ کیونکہ تمہاری طبیعت کو وہ اپنی گندی طبیعت کے ذریعے بدل دیگا اور تم اس سے بے خبر ہو۔

﴿گندی صحبت کا اثر﴾

عن الصادقؑ : منایصحب صاحب السُّوءِ لایُسلمُ (۲)

امام صادقؑ نے فرمایا: جو شخص برے ساتھی کی صحبت میں رہتا ہے وہ سالم نہیں رہ سکتا اور اس کا انجام یہ ہوگا کہ گندگی میں آلودہ ہو جائے گا۔

﴿بدگمانی﴾

قال علیؑ لوده الحسنؑ ایاک و مواطن التّهمة و المَجلس المظنون به فانّ قرینَ السّوءِ یغرّ جلسه (۳)

۱۔ روایات تربیتی ج۲ ص۹۲

۲۔ مستدرک ج۸ باب ۱۸ ص۳۹۳

۳۔ بحار الانوار ج۲۳ ص۵۵

امیر المومنینؑ اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰؑ سے فرماتے ہیں: "بدنام جگہوں اور ان مجلسوں سے پرہیز کرو جہاں بدگمانی ہوتی ہے کیونکہ برا دوست اپنے ساتھی کو فریب و دھوکہ دیتا ہے ۔اور اس کو برے کاموں کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس کا انجام آلودگی ہے

﴿آخری فرمان﴾

اگر چہ روایات ائمہ معصومینؑ سے اس موضوع پر بہت ساری ذکر ہوئی ہیں مگر ان پانچ روایتوں کے ساتھ اس موضوع کی اہمیت کو واضح کرسکتے ہیں۔ اس سے قبل کہ ہم اس موضوع سے خارج ہو جائیں امام حسن مجتبیٰؑ کے آخری فرمائشات میں سے کچھ جو ہمارے اس موضوع سے مربوط بھی ہیں ذکر کر کے اس موضوع کی جمع بندی کرلیں گے۔

"جنادہ ابن ابی امیہ" نقل کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰؑ کی زندگی کے آخری لمحات میں امامؑ کے پاس موجود تھا درحالیکہ امام عالی مقام کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا تھا اور اس طشت میں امامؑ کو دیئے گئے زہر کے اثر سے دہن مبارک سے خون بہ رہا تھا، میں نے دیکھا اور کہا انّا للہ وانّا الیه راجعون ،فرزند رسولؐ! میرے لئے کوئی وعظ و نصیحت فرمائیں۔ پس امامؑ نے تفصیلاً وصیت فرمائی۔ اور اس وصیت میں جو ہمارے موضوع سے مربوط مطالب ہیں وہ یہ ہیں:

امامؑ نے فرمایا: اگر کسی کی صحبت میں رہنا چاہو یا اپنا ساتھی قرار دینا چاہتے ہو تو ایسے فرد کو منتخب کرو:

۱۔ جو تمہارے لئے زینت کا باعث بنے نہ کہ ملامت کا۔

۲۔ جو تمہارا محافظ ہو جب تم کوئی خدمت کرنا چاہو۔

۳۔ جو تمہاری تصدیق کرے جب تم کوئی بات کہو۔

۴۔ جوتمہاری مدد کرے جب کوئی دشمن تیری طرف انگلی اٹھائے۔
۵۔ جس کی وجہ سے تمہیں کسی مصیبت میں مبتلاء ہونا نہ پڑے اور وہ تمہیں اپنی طرح سمجھے۔

جنادہ بن ابی امیہ کہتا ہے: امامؑ یہاں تک وصیت کرتے رہے کہ آپؑ کے چہرۂ مبارک کا رنگ زرد پڑ گیا، سانس رکنے لگی اور روح اقدس پرواز کرگئی۔(۱)

وہ نوجوان حضرات جو بدنام ساتھیوں کے ساتھ انکی صحبت میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ماحول میں انکے ہمراہ رہتے ہیں اگر بالفرض وہ اپنے آپ کو انکی بری صحبت کے زیر اثر جانے اور گناہ کرنے سے بچا کر رکھیں لیکن پھر بھی معاشرے کے اندر بدنامی سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ بدنامی ایک اجباری اور قہری اثر ہے جو نہ چاہتے ہوئے بھی آ جاتی ہے اور برے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے یہ بدنامی کا داغ اس جوان پر ثبت ہو جاتا ہے جس کا مٹانا خاصا مشکل ہے۔ اگرچہ برائی میں مبتلاء نہ بھی ہو مگر بدنامی برے لوگوں کی صحبت سے اس کی گردن پر آ جاتی ہے۔ رسولؐ خدا فرماتے ہیں: لوگوں کے نزدیک ملامت اور بدنامی کے مستحق وہ لوگ ہیں جو بدنام لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور انکی صحبت میں رہتے ہیں (۲)۔

لہذا اے نوجوانو! اپنی قیمتی اور گرانمایہ زندگی اور جوانی کی حفاظت کرو اور برے ساتھیوں سے پرہیز کرو۔ کیونکہ برے لوگوں کی صحبت میں رہنے سے تمہاری شخصیت اور قیمت ہر عام وخاص کی نظر سے گر جائے گی۔

۱۔ معالی السبطین فی احوال الحسن والحسین ج ۱ ص ۵۱
۲۔ مستدرک ج ۱ باب ۱۸ ص ۳۳۹

بابدان کم نشین کہ صحبت بد	گرچہ خوبی تورا پلید کند
آفتاب بہ این بزرگی را	لکۂ ابر ناپدید کند

ترجمہ: برے لوگوں کی صحبت میں نہ رہو کیونکہ بری صحبت تمہیں پلید کردے گی اگرچہ تم اچھے ہو۔ جیسے بادل کا ایک ٹکڑا جب سورج کے سامنے آتا ہے اگرچہ سورج کا دائرہ بڑا ہے لیکن اسے ناپدید یعنی چھپا دیتا ہے۔

﴿۲۔ معاشرے کی تخریب کاریاں﴾

جوانوں کو فتنہ وفساد اور گمراہی کی طرف دھکیلنے والے عوامل وعلل میں سے ایک وہ مفاسد ہیں جو معاشرے میں پائے جاتے ہیں۔

اگرچہ امام العصر صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی خصوصی عنایت وبرکت اور بانی انقلاب اسلامی ایران مجاہد کبیر حضرت امام خمینی (رہ) کی محنت اور روحانی طاقت کی بدولت ہمارے معاشرے (ایران) سے بہت سارے مفاسد جو شاہ کے دور میں تھے، جیسے بغیر چادر کے پھرنا، شراب خانے اور فتنہ وفساد کے مراکز وغیرہ سب نابود اور منہدم ہوگئے ہیں۔ لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ ہر مذاہب وادیان کے اندر ہر زمانے میں تمام ملتوں کے مابین کوئی نہ کوئی خرابی موجود رہی ہے اور کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ فلاں معاشرے سے خرابیاں ختم ہوگئی ہیں۔

ہمارے ملک (ایران) کی بھی یہی صورت حال ہے کہ کچھ لوگ جو پست ذہنیت کے مالک ہیں، جنہوں نے آج تک صحیح اسلامی تربیت کا ذائقہ تک نہیں چکھا، اپنے حرکات، برے اعمال، رفتار اور کردار کے ذریعے فساد وگمراہی کے مقدمات فراہم کرتے ہیں جسکی وجہ سے ہمارے جوان حضرات ان بدکردار لوگوں کی بدکرداری کا نشانہ بن جاتے ہیں اور برائی

میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔

ایک طرف فرہنگی اعتبار سے خرابیاں اور دوسری طرف نشہ آور چیزوں کا استعمال کیا یہ کافی نہیں ہے کہ بے عقل گردہ گلی کوچوں میں آکر جوانوں کو ڈرائیں؟

اس فصل میں ہماری گفتگو پہلے ان لوگوں سے ہے جو فساد اور برائی ایجاد کرتے ہیں، پھر ہم ان برائیوں سے بچنے کے لئے جوان حضرات کی خدمت میں راہ حل اور طریقہ بیان کرینگے۔

﴿حجاب اسلام کی نظر میں﴾

اسلام، ادیان الٰہی میں سے کامل ترین دین اور پیغمبر اسلام کی رہبری میں آخری دین ہونے کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان کچھ تفریق کا قائل ہے، جو قطعی طور پر حکمت و فلسفہ سے خالی نہیں ہے۔

مثلاً عورت کا رابطہ ایک اجنبی مرد سے کیسے ہونا چاہیے یہاں پر اسلام کچھ حدود شرط کا قائل ہے اگرچہ مرد کے لئے بھی کافی شرائط اسلام کے اندر پائی جاتی ہیں۔

قرآن کریم ایک الٰہی معجزہ اور زندہ سند ہونے کے عنوان سے عورتوں کو بے حیائی اور بے عفتی سے منع کرتا ہے۔ سورہ مبارکہ نور کی تمام آیات عورتوں کے مسائل سے مربوط ہیں۔

قل للمؤمنین یغضوا منْ ابْصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم......(۱)

۱۔ سورہ نور ۳۰

''آپ مومن مردوں سے کہد یجئے: وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں۔ یہ ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔''

قل للمؤمنات یغضضن من ابْصارھنّ و یحفظنَ فروجھنَّ ولا یُبْدین زِیْنتھن الّا ما ظھر منْھا (۱)

اور مومنہ عورتوں سے کہد یجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش کی جگھوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہو۔

شرع مقدس اسلام نے عورتوں کو بے حجاب اور ننگی رہنے سے منع کیا ہے۔ ایک روایت رسولؐ اسلام کے سوال کے جواب میں حضرت فاطمہ زہراؑ جو خواتین کے لئے مشعل ہدایت ہیں، سے منقول ہے۔ اور یہ روایت شیعوں کے نزدیک ان ہزاروں دلیلوں میں سے ایک ہے جو حجاب پر دلالت کرتی ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ روئے زمین پر بہترین عورتیں کونسی ہیں؟ فرماتی ہیں: وہ عورت بہترین ہے جو خود بھی کسی نامحرم کو نہ دیکھے اور کوئی نامحرم بھی اسے نہ دیکھے۔ جب یہ جواب رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمانے لگے: فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

اگرچہ ہم یہ ارادہ نہیں رکھتے ہیں کہ حجاب کے فلسفے کو ذکر کریں مگر ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرنا فائدے سے خالی نہیں ہے۔

وہ نکتہ یہ ہے کہ: اگر اسلام عورتوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام عورت کی آزادی کا مخالف ہے۔ کیونکہ یہی حجاب ہی تو ہے جو عورت کیلئے آزادی

۱۔ سورہ نور ۳۱

کا باعث بنتا ہے اور اپنے جسم کو ڈھانپنا ایک طرح کی کاملاً آزادی ہے، اس مطلب کو ہر عاقل انسان قبول کر لیتا ہے۔ مگر عورت جب بغیر حجاب کے گھر سے باہر نکلتی ہے تو میک اپ وغیرہ کر کے باہر آتی ہے اس طرح اجنبی لوگوں کی نظروں میں آجاتی ہے لہذا یہی اس کی آزادی سلب ہونے کا سبب بنتا ہے۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہری (رہ) اپنی کتاب فلسفۂ حجاب میں تفصیلاً حجاب کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے درج بالا نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں :

''اسلام میں عورتوں کو قید کرنا نہیں ہے۔ حجاب اسلام کے اندر ایک فریضہ اور وظیفہ ہے، وظیفے کو قید اور محدودیت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ عورت کا پردہ جس کو اسلام نے حد سے زیادہ اہمیت دی ہے، وہ اس عورت کی بزرگی اور کرامت کا سبب ہے کیونکہ پردہ اسے فاسد اور گرے ہوئے لوگوں سے بچا کر رکھتا ہے۔''(۱)

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ معاشرے کے تمام افراد برابر نہیں ہیں اور یہ صلاحیت نہیں رکھتے کہ دین، خدا اور معاد پر بحث کریں۔ معاشرے کے اندر ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو بے تربیت اور بے عمل ہیں۔ یہ لوگ ہر فرصت اور مہلت میں اس کوشش میں رہتے ہیں کہ معاشرے کو خطرے میں ڈالیں اور غیر شرعی امور سے استفادہ کریں۔

ہماری گفتگو ان لوگوں سے ہے جو کم از کم عقل کو انسانوں کے نزدیک کامل ترین

۱۔ فلسفۂ حجاب

خدا کی حجت ہونے کو قبول کرتے ہیں اور جن کا وجدان اپنے محاکے کی قضاوت کرتا ہے۔ ورنہ جو لوگ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں یہ مسائل ان لوگوں کی سمجھ سے باہر ہیں اور ہماری گفتگو بھی ایسے لوگوں سے نہیں ہے۔

ما و مجنوں ہم سفر بودیم در سینائے عشق
او بہ مقصد ھا رسید و ما ہنوز آوارہ ایم

بقول قرآن کریم، بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی عقلوں اور وجدان پر سوالیہ نشان قائم کرتے ہیں اور مقدسات دین کے مقابلے میں جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں او ہر چیز کا انکار کرتے ہیں، یہ ایسے لوگ ہیں جو حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کچھ حیوانات ہماری نظروں میں بہت پست یا بے ارزش ہیں لیکن اپنے صاحب کی جانب سے مختصر محبت و پیار بھی مل جائے تو اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر انسانوں کا یہ گروہ کبھی بھی محبت اور دین و مقدسات کا مفہوم اور معنی حاصل نہیں کر سکتا۔ درج بالا نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے چند روایات پر غور کریں جو مسئلہ حجاب کے بارے میں ہیں:

۱۔ قالت فاطمة الزهراءؑ: خيرُ النِّساءِ اَنْ لايَرَيْنَ الرِّجالَ ولا يراهنَّ الرِّجالُ (۱) ''بہترین عورتیں وہ ہیں جو مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد بھی انہیں نہ دیکھیں

۲۔ قال علیؑ: واكفف عليهن من ابصارهن بحجابک ايا هن فانَّ شدة الحجابِ ابقیٰ عليهنَّ ...... (۲)

۱۔ وسائل ج ۱۴ ص ۴۳ حدیث ۷

۲۔ سفینۃ البحار ج ۲ ص ۵۸۷

امیرالمؤمنینؑ اپنے فرزندگرامی امام حسن مجتبیٰؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اپنی عورتوں کی آنکھوں کو حجاب کے ذریعے سے چھپالیں کیونکہ جس قدر حجاب اور پردگی زیادہ ہوگی، عورتیں فساد اور تباہی سے اتنی زیادہ محفوظ رہیں گی۔''

۳۔ایک شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہؐ! میری ماں نامحرموں کی معاشرت سے اجتناب نہیں کرتی ، کیا کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا: تم اس کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں مانع بن جاؤ۔ کہنے لگا: یہ تو کیا تھا۔ حضرتؐ فرمانے لگے: اپنی ماں کو باندھ کر رکھو۔ کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی نیکی اور احسان نہیں ہے کہ حرام میں مرتکب ہونے سے بچا کر رکھیں۔(۱)

۴. عن علیؑ : اماتستحیون ولاتغارون نسائکم یخرجن الیٰ الاسواق ویُزَاحمن العلوجَ (۲)

''کیا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ، اور غیرت نہیں کہ تمہاری عورتیں بازاروں کی طرف نکلتی ہیں اور برے، بدکردار لوگوں کے ساتھ مل جاتی ہیں۔''

﴿واقعۂ عاشورا سے ایک عبرت﴾

علامہ محمد باقر مجلسی (رہ) حضرت فاطمہؑ صغریٰ دختر امام حسینؑ کی زبان مبارک سے ایک واقعہ کو اس مضمون کے ساتھ نقل فرماتے ہیں: ''میں خیمے کے کنارے بیٹھی ہوئی تھی، اپنے مظلوم بابا اور اصحاب کی پامال شدہ لاشوں کی طرف دیکھ رہی تھی اور یہی سوچ رہی تھی کہ بنی امیہ کے

۱۔وسائل ج ۱۸ص ۴۱۴ حدیث ۱باب ۴۸

۲۔کافی ج ۵ص ۵۳۷ حدیث ۶

خوں خوار میرے بابا کو شہید کرنے کے بعد ہمارے ساتھ کیسا سلوک کریں گے۔ ہم لوگوں کو ماریں گے یا اسیر کریں گے؟ اسی دوران ایک مرد کو دیکھا جو ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر سیدانیوں کی طرف بڑھ رہا ہے اور سیدانیاں ایک دوسرے سے پناہ لے رہی ہیں۔ ان کی چادریں چھینی گئیں اور وامحمداہ، واعلیاہ ،واجداہ ،کی صدائیں بلند ہوگئیں۔

میرا دل ہلنے لگا، جسم میں کپکپی طاری ہوگئی۔ وہ سوار میری طرف بڑھا اور ناگاہ اس کے نیزے کی نوک میرے کندھے پر لگی اور میں منہ کے بل زمیں پر گر گئی۔ میرا مقنعہ اور بالیاں چھین لیں اور میں بے ہوش ہوگئی۔ اچانک اپنی پھوپھی زینبؑ کو دیکھا کہ میرے نزدیک بیٹھی ہوئی ہیں اور مجھ پر گریہ کر رہی ہیں۔ میں نے آنکھیں کھولی اور کہا: پھوپھی اماں! کیا کوئی کپڑا ملے گا جس سے میں اپنے سر کو نامحرموں سے چھپا سکوں؟ میری پھوپھی زینبؑ فرمانے لگیں: بیٹی! تمہاری پھوپھی کا بھی یہی حال ہے۔''(۱)

فاطمہؑ صغریٰ نے بھوک ، پیاس اور طمانچہ پڑنے کی شکایت نہیں کی، بلکہ جوں ہی ہوش آیا اپنی پھوپھی سے چادر کا سوال کیا تاکہ نامحرموں سے خود کو محفوظ کر سکیں۔ فاطمہؑ نے دنیا کی خواتین کو یہ درس دیا کہ مکتب اہل بیتؑ کے پیروکار وہ ہیں جو مشکلات میں بھی حجاب کو بھوک پیاس اور سختیوں پر مقدم کرے۔

ہر انسان اپنے وجدان کی طرف جب مراجعہ کرتا ہے تو یہ پاتا ہے کہ جب اسلام نے حجاب کا حکم دیا ہے تو یقیناً کسی مصلحت وحکمت کی بناء پر ہے اور وہ لوگ جو یہ سوچ کر بیٹھے

۱۔بحارالانوار ج ۴۵ص ۶۰

ہیں کہ آوارہ گردی کے ساتھ آزادی کا ادعا کیا جا سکتا ہے، ان حضرات سے گزارش ہے کہ مرحوم علامہ محمد تقی جعفری فلسفی (رہ) کی کتاب ''جوان و بزرگ سالان'' کی طرف مراجعہ کریں اور ''فروید'' غربی کا نظریہ جو عورت کی آوارہ گردی اور لا ابالی پر مبنی ہے اسے مورد تحقیق قرار دیں تا کہ زہر آلود اثر اور نتیجہ سے آگاہ ہو جائیں۔

المختصر بے حجابی اور بے پردگی دل، فکر اور جوانوں کے دماغوں کو متحرک کرنے والے عوامل میں سے بہترین عامل ہے اور جوانوں کی ناکامی کا بڑا سبب یہی بے حجابی اور بے پردگی ہے۔

﴿کیا کیا جائے؟﴾

ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں ہیں کہ حوادث و سرکشی کے اندر ہمارے جوان حضرات اپنے جنسی مادے کو انجکشن کے ذریعے سے ختم کر دیں یا اس غریزے (مادہ جنسی) کی مذمت وملامت کریں۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ صدر اسلام میں اور طول تاریخ میں ایسے بزرگان بھی تھے جو اس غریزے کی تعدیل میں اپنے آپ کو اولیاء اور بزرگان میں سے قرار دینے پر کامیاب ہو گئے۔نمونے کے طور پر دو واقعے پیش خدمت ہیں:

﴿بدکردار عورت اور ایماندار جوان﴾

''محمد ابن سیرین'' بازار میں کپڑا بیچتے تھے، ایک خوبصورت بہترین قد و قامت والے جوان تھے۔ایک دن ایک عورت جو بہت خوبصورت تھی، اس کی دکان پر کپڑا خریدنے آ گئی۔اسی دوران وہ عورت اس جوان پر فریفتہ ہو گئی۔

وہ عورت اپنے ناپاک مقصد کی خاطر حیلہ بہانہ کر کے اس سے کہنے لگی کہ یہ کپڑا میرے گھر تک پہونچا دیں اور قیمت بھی وہیں پر ادا کر دوں گی۔ابن سیرین اس کے ساتھ نکلے، جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے وہ عورت فاسد ہو گئی اور ان سے غلط خواہش کا اظہار کیا۔ابن سیرین کو اس کے ناپاک ارادے کا علم ہوا، اس عورت کو کافی نصیحتیں کیں مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔پس ابن سیرین اس بدکار عورت کے فریب سے بچنے کے لئے رفع حاجت کے بہانے بیت الخلاء چلے گئے اور جسم پر ساری غلاظت مل کر اس عورت کے سامنے آ گئے۔ جب اس عورت نے ان کو اس حال میں دیکھا تو ایک دم ان سے متنفر ہو گئی اور انہیں فوراً گھر سے نکلنے کو کہا اور اس طرح اس مومن جوان نے اپنے آپ کو اس عورت کی گرفت میں آ کر آلودہ ہونے سے بچا لیا اور خداوند عالم نے ابن سیرین کو اسی پاک دامنی اور عفت کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کی طرح خواب کی تعبیر کا علم عطا فرمایا۔

﴿چشم پوشی کی اجرت﴾

مرحوم علامہ محمد تقی جعفری نے اپنی کامیابی کی خبر ایک دن بعض خبر نگاروں کے پاس اس شرط کے ساتھ سنا دی کہ جب تک علامہ زندہ ہیں، کسی اور کے پاس اس واقعے کو نقل نہ کیا جائے۔

علامہ فرماتے ہیں:

جو توفیق دوران تحصیل علوم آل محمدؐ مجھے حاصل تھی، وہ مولائے متقیان امیر المومنینؑ کی خصوصی توجہ و عنایت تھی۔

جب ہم نجف اشرف میں زیر تعلیم تھے، گرمیوں کا موسم تھا، گرم لو چل رہی تھی، مدرسے کے کمروں میں گرمی کی شدت تھی۔ایک مومن کے گھر ہماری دعوت ہوئی۔ہم بہت سارے طلاب اس مومن کے گھر پہونچے۔وہاں ایک شخص جو طنز اور مذاق وغیرہ میں بہت

معروف تھا، حسب معمول مذاق کرتے ہوئے اس نے کہا: میرے پاس یورپ ممالک کی ایک حسین ترین عورت کی تصویر ہے، جو اپنے ساتھ لایا ہوں تا کہ ہمارے دوست اسے دیکھیں اور فیصلہ کریں۔ اور اس شخص نے ہم لوگوں سے یہ چاہا کہ دین داری اور تقدس کا اظہار کئے بغیر جو بھی اس کی تصویر کو دیکھے وہ بتائے کہ اپنی زندگی میں ایک لمحہ امیر المؤمنینؑ سے ملاقات کرنا یا اس عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا، ان دونوں میں سے کس کو پسند کریں گے؟

وہ شخص تصویر دکھانے لگا، اور باری باری سے اسے سب دیکھنے لگے اور اپنے ذوق وسلیقے کے مطابق اس عورت کے بارے میں رائے دینے لگے۔ معمولاً دیکھنے والے یہ اظہار کرتے تھے: امیر المؤمنینؑ کو انشاء اللہ مرتے وقت اور عالم برزخ میں دیکھیں گے!! اگر اس دنیا میں اس عورت کے ساتھ زندگی کرنا مفید ہے۔

میں پانچویں نمبر پر تھا، چاہا کہ تصویر مجھے دکھائے، ایک طوفان میرے دل میں اٹھا اور کانپنے لگا اور اپنے آپ سے کہا کتنا بڑا امتحان اور اکتنا حساس اور نازک مرحلہ آپہونچا !! آیا یہ مناسب ہے کہ امیر المؤمنینؑ کا ایک لحظہ دیدار کرنے کو شہوت سے بدل دیں؟ تصویر دیکھے بغیر اپنی جگہ سے اٹھا اور اس محفل کو ترک کرنا چاہا۔ درحالیکہ اہل محفل نے مجھ پر کافی اعتراض کئے۔ مگر کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اور ناراضگی کے ساتھ اپنے کمرے میں پہونچا۔

کمرے کا دروازہ کھولا، لیکن گرمی کی وجہ سے میں اندر داخل نہیں ہوسکا اور سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بیٹھا ہی تھا اتنے میں آنکھ لگ گئی۔ اور امیر المؤمنینؑ کو خواب میں دیکھا، اپنے آپ کو ایک بڑے کمرے میں پایا، گزشتہ علماء کی ایک جماعت بھی وہاں موجود تھیں اور جلسے کی شکل میں تشریف فرما تھے، امیر المؤمنینؑ ایک کرسی پر بعنوان صدر تشریف فرما تھے۔ امیر

المؤمنینؑ کا غلام قنبر اور مالک اشتر وغیرہ بھی امامؑ کے ہمراہ تھے، پس امیر المؤمنینؑ نے مجھے نام لے کر خطاب فرمایا اور اپنے پاس بلالیا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مولائے متقیانؑ کی آغوش مبارک میں پایا۔ دیکھا کہ مولا مجھ سے کافی محبت کر رہے ہیں اور میں نے بھی مولا کو اسی انداز میں پایا جس کے بارے میں روایات میں دیکھا تھا، اور مجھے لطف محسوس ہوا۔

اچانک خواب سے بیدار ہوا، دیکھا کہ آٹھ منٹ کا وقت گزر چکا تھا۔ میں پھر واپس ان لوگوں کے پاس آیا دیکھا کہ وہ لوگ ابھی تک اسی تصویر کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ میں نے ان سے کہا: میں نے اپنے انتخاب کا نتیجہ حاصل کرلیا ہے۔ اس کے بعد سے میری علمی زندگی میں یہ توفیقات حاصل ہوئیں۔(۱)

بے حجابی اور جنسی غریزے کے تعدیل کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عامل ازدواج (شادی) ہے جس کے بارے میں آئندہ بحث کرینگے۔ شادی ممکن نہ ہونے کی صورت میں اس درد کی دوا کے لئے اس بات سے آشنائی ضروری ہے کہ غیر شرعی روابط اور شیطانی محافل میں شرکت کرنا، انسان کی قیمت کو کم کردیتا ہے۔ قرآن کریم ایسے موقعوں پر حیوان سے بھی پست تر قرار دیتا ہے۔

اختلافات، خودکشی، جیل میں جانا اور آبروریزی (بے عزتی) وغیرہ منجملہ اسی امر کے عوارض میں سے ہیں۔

۱۔ رہ توشہ رمضان ۱۳۷۷ ھ ش جلد ۲ ص ۱۱۳

وہ لڑکی جو اپنے آپ کو فیشنی لباس سے ملبوس کر کے میک اپ کے ساتھ معاشرے میں حاضر ہوتی ہے، قطعی طور پر اس کے وجود کے اندر ایک خلاء ہے۔ جس کی برگشت والدین کی صحیح تربیت نہ کرنے پر ہے، اپنے وہم اور ضرورت و احتیاج کو دوسروں کی نظروں میں ظاہر کر دیتی ہے۔ اس طرح اپنی قیمتی شخصیت کو کھو بیٹھتی ہے۔ وہ لڑکیاں جو اس وضعیت کے ساتھ اپنے آپ کو نامحرموں کے سامنے پیش کرتی ہیں، کبھی یہ امید نہ رکھیں کہ کل کو ایک اچھے گھرانے کے اندر لطف و لذت محسوس کرینگی۔

مردم شماری کے مطابق اعلان ہوا کہ طلاقوں کا زیادہ سلسلہ جو ایک ملک میں واقع ہوتی ہیں، بے حجابی یا میاں بیوی میں سے کسی ایک کی بے توجہی کی وجہ سے ہیں۔

جوان اس بات سے آگاہ رہیں کہ نامحرموں کی طرف دیکھنا آخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق ہونے کے علاوہ اپنی زندگی میں ناکامی اور تباہی کا باعث بنتا ہے بدبختی اور نابودی کے سوا اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

رسولؐ اسلام ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: نامحرم کی طرف دیکھنا شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ پس جو شخص خدا کے خوف سے اپنی آنکھیں بند کرلے گا، خدا اسے ایمان عطا کرتا ہے جسکی شیرینی اور مٹھاس اس کے دل میں پائی جاتی ہے۔(۱)

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں: نامحرم کو دیکھنے سے پرہیز کرو کیونکہ اسکی طرف دیکھنے

۱۔ بحار الانوار ج ۱۰۴ ص ۳۳

سے ہوا و ہوس کی جڑیں اس کے دل میں جگہ بنالیتی ہیں اور فتنہ برپا کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔(۱)

حضرت امام خمینی (رہ) کو ڈاکٹروں نے منع کیا کہ آنکھوں کے درد کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ قرآن نہ پڑھیں۔ امام فرماتے ہیں: مجھے قرآن پڑھنے کے لئے ہی تو آنکھیں چاہیے، بغیر قرآن کے، آنکھیں آنکھیں نہیں (۲) امام خمینی (رہ) وہ مرد بزرگ تھے جنہوں نے کامیابی کی راہوں کو طے کر کے اسلام کو زندہ کیا۔

﴿استعماری یلغار﴾

گذشتہ ابحاث میں جوانوں کی ناکامی کے کچھ اسباب بیان کر چکے۔ اب یہاں پر ایک اور عامل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو بہت اہم ہے۔

استعماری و استکباری طاقتیں کسی مملکت کی کامیابی کی خبر سنتے ہی بالخصوص اسلامی مملکت کی خوشحالی دیکھتے ہی اس فکر میں رہتی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اس ملک کو نابود کیا جائے۔

تمام اسلامی ممالک میں سے خاص کر جمہوری اسلامی ایران ان کی نظروں میں نمایاں ہے، ایران انقلاب اسلامی کے بعد سے دشمنوں، عالم استکبار اور باطل قوتوں کے لئے ایک نشانہ بن کر رہ گیا ہے اور چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اس معنویت کو سلب کیا جائے۔

۱۔ بحار

۲۔ مجلہ جوانان، آبان ماہ ۷۷ ص ۲

شاید ایران وہ واحد ملک ہے جہاں انقلاب کے بعد سے باصلاحیت اور صاحب استعداد جوان پائے جاتے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بے دریغ قربانیاں دیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام اپنی ناپاک حرکتوں کے ذریعے سے ان کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے جوان اس بات سے غافل نہ رہیں کہ بے رحم شکاریوں کی کمین گاہیں آمادہ ہیں۔

(انسان کی قدر و قیمت اسکی فطری صلاحیت کی بنا پر ہے۔ جس قدر انسان کی فکر بلند، پاکیزہ اور صاف ہوگی اتنا ہی انسان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا۔ اگر کسی معاشرے سے غور وفکر کی صلاحیت چلی جائے تو اس معاشرے کی بربادی میں دیر نہیں لگے گی۔ مالی نقصان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ سب سے زیادہ نقصان معنوی ذخیروں کی تباہی ہے۔ معنوی ذخیروں اور فکری خزانوں کا مال و دولت سے مقابلہ نہیں ہے۔ سامراجیوں نے ہر زمانے میں نئے انداز سے رخنہ اندازی کی ہے۔ گذشتہ زمانے میں سامراجی طاقتیں فوجی، سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے تسلط حاصل کرتی تھیں اور آج کل ان کی تنظیموں کی کوشش یہ کہ قوم کے افکار پر تسلط حاصل کیا جائے تا کہ ایسے افراد تیار کئے جائیں جن کے افکار و نظریات ان کے افکار کی ہو بہو نقل ہوں اور انہیں کے معین خطوط پر فکر کریں اور اس طرح پوری قوم فکری غلامی کی زنجیر میں جکڑ جائے۔ مختلف سرگرمیوں کے۔ ذریعے سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح تباہی اور بربادی پھیل رہی ہے۔ جوانوں کی نزدیک کھیل کود کی جتنی اہمیت اتنی علمی مسائل کی نہیں اور جوانوں کی فکروں کو اس طرح تبدیل کیا جا رہا ہے تا کہ وہ صرف کھیل کود کو ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دے سکیں مترجم)

فاسد قسم کے مجلوں کا انتشار، ایسی تصویریں جو انسان کو متحرک کر دیتی ہیں یہ سب

سامراجی طریقے ہیں۔ نشیلی چیزوں کی اسمگلنگ کرنا اور جوانوں کو نشے کے ذریعے مستقبل سے فراموش اور بے توجہ رکھنا یہ دشمنوں کی خطرناک پالیسی ہے۔ ہر دن سیکڑوں کی تعداد میں جوان نشے میں مبتلاء ہو کر بے رحم شکاریوں کی جال میں پھنس جاتے ہیں لیکن ہم اس سے غافل ہیں۔

ہم اس معاشرے کے ایک فرد ہونے کے عنوان سے ایک نکتہ کو ذکر کرتے ہیں:

جوانان عزیز! اپنی قیمتی زندگی کی حفاظت کریں، ایسا نہ ہو کہ نہ آگے بڑھنے کے لئے راستہ باقی رہے اور نہ پلٹنے کے لئے۔ ایک لمحے کی لذت والے دسترخوان پر اپنی قیمتی زندگی کو کیوں برباد کر رہے ہو؟ کیا آپ کو اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے؟ لہٰذا خدا پر توکل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریں، کیونکہ فحاش خانے آپ کو صرف آغوش کثافت کی طرف دعوت دیتے ہیں (معنویت سے محروم رہنا سب سے بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے)

این دغل دوستان که می بینی

مگسانند گرد شیرینی

جب حقیقت سے آشنائی ہو جائے گی تو اس وقت سوائے ناکامی، رسوائی اور افسوس کے کچھ باقی نہیں رہے گا۔ کتنے ایسے جوان ہیں جو نشے کے ذریعے اپنی انسانی شخصیت اور اخلاقی فضاء سے محروم ہیں اور بربادی و پستی کی جانب جا رہے ہیں۔ دشمن صرف اپنا بینک بیلنس اور اپنی جیبوں کی فکر میں رہتے ہیں، سامراج صرف ہم سے تم جیسے جوانوں کو چھین کر ہماری اندرونی طاقت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ کشور اسلامی کے اندر موجود جوانوں کی معجزہ نما استعداد اور صلاحیتوں کو سلب کرنا چاہتے ہیں اور اپنی ناپاک تبلیغات کے ذریعے ہمیں بہکانے کا

ارادہ رکھتے ہیں۔لہذا ہمیں اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

جوانوں کو چاہیے کہ اس برائی کے دلدل سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے (بربادی کے امواج سے مقابلہ کر کے اپنی زندگی کو لب ساحل تک پہونچانے کے لئے) اور اس بلا و مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے آلودہ، مفسد اور بدکار لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے، انکی صحبت میں رہنے سے پرہیز کریں۔اور اس وحشتناک عاقبت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

☆☆☆☆☆

دوسری فصل: شخصی عوامل

☆بے کاری

☆جوان اور مشغلے کا انتخاب

☆جنسی غریزہ اور اس کا مقابلہ

☆☆☆☆

﴿بے کاری﴾

اجتماعی مفاسد میں سے ایک بے کاری ہے۔ بے کار انسان چونکہ اس کا کوئی ہدف اور مقصد نہیں ہوتا اور کسی خاص کام کے پیچھے نہیں پڑتا، لہٰذا وہ ہر برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

پیغمبرؐ اسلام کی ایک حدیث ہے: جب بھی رسولؐ اسلام کسی شخص کو دیکھتے تھے تو یہی سوال کرتے تھے کہ تمہارا مشغلہ کیا ہے؟ اگر وہ کہتا کہ میرا کوئی مشغلہ نہیں ہے تو رسولؐ اکرم فرماتے تھے: تم میری نظروں سے گر گئے۔ لوگ سوال کرتے تھے: یا رسولؐ اللہ! کیا وجہ ہے؟ رسولؐ خدا فرماتے ہیں: لانَّ المؤمنَ اذا لم یکن له حرفةٌ یَعیشُ بِدینه (۱) ''جس شخص کا کوئی شغل نہ ہو وہ اپنے دین کو برباد کرتا ہے''

پیغمبرؐ اسلام کی اس حدیث شریف سے یہ نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو لوگ بے کار ہیں وہ اپنی معیشت کی بحالی کے لئے دین بیچنے سے اجتناب نہیں کرتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دین کا سودا کرنا معیشت زندگی کے بدلے میں، اپنے آپ کو جہنم کی جلتی آگ میں دھکیلنا ہے (وہ انسان کبھی بھی مستحق نفع نہیں ہو سکتا جو دنیا کو دین پر مقدم کرے

حضرت امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں: شغل اختیار کرنے کو زحمت سمجھتے ہیں تو پھر بے کاری بھی ایک نادرستی اور بربادی کا باعث بنتی ہے۔ (۲)

۱۔ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۹ حدیث ۳۸

۲۔ ارشاد شیخ مفید

جوان اور شغل کا انتخاب

نسل جوان کے مسائل میں سے بہترین مسئلہ شغل (vocation) کا انتخاب کرنا ہے۔ کسی کام میں مشغول رہنا اور مسئولیت وذمداری کو قبول کرنا اجتماعات بشری کے اندر ایک شرافت مندانہ زندگی کا لازمہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمدن اور تہذیب کے دائرے میں داخل ہونا چاہے اور عزت وآبرو کے ساتھ تلاش معاش کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ معاشرے کا ایک مفید فرد بنے۔ اور لیاقت وشائستگی کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی کام کو اپنے ذمے می لے لے۔

ہر انسان کے اندر مختلف استعداد پائی جاتی ہے یعنی ہر کسی کو کسی کام کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ اس بناء پر جس نکتہ کو شغل کے انتخاب میں جوان حضرات کو مد نظر رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ حتی الامکان یہ کوشش کی جائے کہ اپنی فطری قابلیت اور صلاحیتوں کو پہچانیں اور یہ تشخیص دیں کہ کس کام کی صلاحیت آپ کے اندر موجود ہے۔

اگر چہ انسان ابھی اس منزل تک نہیں پہونچا کہ آزمائشی وسائل کے ذریعے سے لوگوں کی فطری صلاحیتوں کو تشخیص دے سکے، اور جس شغل کو انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اسکی طرف رہنمائی کرسکے۔ لیکن یہ کام کچھ حد تک میسر ہے کیونکہ ہر معاشرے میں کم وبیش کچھ جاننے والے افراد پائے جاتے ہیں جو جوانوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق جس کام کے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں رہنمائی کرسکتے ہیں۔

دوسری شرط جو شغل کا انتخاب کرتے ہوئے ہر جوان کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کام کی طرف دلچسپی، شوق اور لگن ہو۔ ان دونوں شرائط کی عدم موجودگی جوانوں کو کامیاب ہونے سے روکتی ہیں۔ بعض جوان حضرات اپنے شغل کو انتخاب کرنے میں

تخیلات وتوہمات کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو دیکھے بغیر صرف شوق پیدا ہوتے ہی ایسے کاموں میں پڑ جاتے ہیں جن کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں اور اس طرح اپنی قیمتی زندگی کا ایک حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مالی واقتصادی درآمد انسان کو اپنی طرف جلب کرے، لیکن اپنی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جس کام کی صلاحیت آپ کے اندر موجود ہے اسے اپنا شغل قرار دے۔

اپنے شغل کو منتخب کرنے کے بعد ضروری ولازمی ہے کہ اپنے کام اور شغل میں جتنی بھی رکاوٹیں، مشکلات وحوادث آئیں ناامید نہ ہوں بلکہ بلند ہمت وحوصلے کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں اور ان مشکلات سے نجات حاصل کریں۔

فرصت کے اوقات

جوان حضرات طبیعی طور پر فرصت کے اوقات میں، سیر وتفریح وغیرہ سے لذت حاصل کرتے ہیں (کیونکہ تفریح انسانی زندگی کا اہم جزء ہے، یہ ایک فطری ضرورت ہے جس کو زندگی کے ہر دور میں پورا ہونا چاہیے۔ جس قدر اجتماعی خدمتیں، تحصیل علوم کی زحمتیں اور فکری نشستیں زیادہ ہوں گی تفریح کی ضرورت اتنی ہی زیادہ شدید ہوگی، کیونکہ اس طرح کے کام کرنے سے اعصاب تھک جاتے ہیں، تفریح ان کو آرام دیتی ہے اور ان کو قوت عطا کرتی ہے اور پھر سے محنت کرنے پر آمادہ کرتی ہے) (مترجم) لیکن اس کام کے لئے بھی جوان حضرات رہنمائی کی طرف محتاج ہیں۔

بزرگان دین اور اولیاء گرامی اسلام نے اپنے تعلیمی برناموں میں لذت کو بیان کیا اور وہ لذت جو روح انسانی کو شاد کرتی ہے اور سعادت بشر کے لئے کوئی نقصان دہ نہیں ہے اسکی تصدیق فرمائی اور اسے جائز قرار دیئے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مباح لذتیں

روحانی اور معنوی وظائف کی انجام دہی میں انسان کی مدد کرتی ہیں۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: مناسب ہے کہ مسلمان عاقل دن میں ایک گھنٹہ معنوی امور کے لئے قرار دے اور ایک گھنٹہ برادران سے ملنے اور معنوی واخروی امور پر گفتگو کرنے کے لئے قرار دے اور ایک گھنٹہ مباح لذتوں کو درک کرنے کے لئے قرار دے کیونکہ ان لذتوں کا درک کرنا انسان کو مزید دو گھنٹے کام کرنے کے لئے موقع فراہم کرتی ہیں

(اسلام نے جہاں تمام روحانی اور جسمانی تقاضوں کا حل پیش کیا ہے وہاں اس فطری ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا ہے) اسلام تفریح کا مخالف نہیں ہے۔ اسلام فتنہ وفساد اور برائی کا مخالف ہے۔ وہ جوان حضرات جو فرصت کے اوقات سے، ترقی وتکامل اور کامیابی کی راہ طے کرنے کے لئے استفادہ کرتے ہیں، اس بات سے غافل نہ رہیں کہ چند گھنٹے اپنے آپ کو گناہوں میں آلودہ کر کے اس کی لذت کو حاصل کرنے کے لئے اجتماعی اور اخروی سعادتوں کو برباد کریں (تفریح صرف دل بہلانے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ انسان کی جسمانی، روحانی انفرادی اور اجتماعی صحت وسلامتی کا اہم ذریعہ ہے اور جس میں یہ اثر نہ پایا جاتا ہو اسکو تفریح نہیں کہا جاسکتا) (مترجم)

ا۔ ورزش

انسان کے لئے ضروری ہے کہ ترقی وتکامل کے زینہ سازی کے لئے جسمانی اعتبار سے صحت مند وسالم ہو، اس لئے فرصت کے اوقات میں سے کچھ حصے کو جسمی ضرورتوں کی برآوری کے لئے صرف کرنا مفید ہے (چونکہ ورزش سے بدن تندرست رہتا ہے۔ لہذا روح کی سلامتی کے لئے بھی معین ومددگار ہے)

۲۔ سفر

جس دیوان کی نسبت امیر المومنینؑ کی جانب دی جاتی ہے اس میں فرماتے ہیں:

تغرب عن الاوطان فی طلب العلیٰ
فسافر ففی الاسفار خمس فوائد

تفرج همٍّ واكتساب معيشةٍ
وعلم و آداب وصحبة ماجدٍ

ترجمہ: ترقی حاصل کرنے کے لئے اپنے اوطان سے دور رہو، اور مسافرت کرو، کیونکہ سفر میں پانچ فائدے ہیں:

ا۔ سفر انسانی روح کو شاد کرتا ہے، غم واندوہ کو ختم کر دیتا ہے۔
۲۔ سفر کسب معاش کے حصول کی راہوں میں سے ایک راہ ہے۔
۳۔ سفر علم وتجربہ کا باعث بنتا ہے۔
۴۔ سفر انسان کو آداب زندگی کا درس دیتا ہے۔
۵۔ سفر سبب بنتا ہے کہ انسان فضیلت والے لوگوں کے ساتھ ہمنشینی کرے۔

۳۔ مطالعہ

اچھی اور نصیحت آموز کتابوں کا مطالعہ بھی جوان حضرات کے فرصت کے اوقات میں کر سکتے ہیں (کتابوں کا مطالعہ کرنا ایک ایسی تفریح ہے جس سے انسان کی فکری اور روحانی صلاحیتوں میں غیر معمولی ترقی ہوتی ہے اور اگر مطالعہ ذوق وشوق کے ہمراہ ہو تو بہت ہی زیادہ لذت بخش اور تر وتازگی کا سبب ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: حکمت کی نئی اور حیرت انگیز

باتوں سے اپنی روح کو تر وتازہ کرو کیونکہ روح بھی بدن کی طرح تھک جاتی ہے۔ (۱)(مترجم)

﴿جنسی غریزہ (شہوت)﴾

جنسی غریزہ خداوند عالم کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک بہترین نعمت ہے جو وجود انسانی کے اندر پایا جاتا ہے۔اس کا صحیح استعمال نسل بشر کی بقاء کا ضامن ہے،لیکن اگر اس سے غلط استفادہ کیا جائے تو انسان سعادت کی بلندی سے زمین پر منہ کے بل گر جاتا ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو اخلاقی اصولوں کی رعایت نہ کرنے اور غیر شرعی طریقے سے استفادہ کرنے کی وجہ سے اس بڑی اور عظیم نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔مرحوم استاد شہید مرتضی مطہری (رہ) اپنی کتاب ''اسلام اور مقتضیات زمان'' میں لکھتے ہیں:

''خسرو پرویز کے دور میں ایرانیوں کو سب سے بڑی شکست جو ملی وہ حیوانی تمایلات اور جنسی غریزے کے زیر اثر تھی۔نعمان ابن منذر اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ پکڑے گئے اور خسرو پرویز کے دربار میں لائے گئے۔نعمان کے باپ نے ایک کنیز انوشیروان کے لئے بھیجی اور کنیز کے وہاں پہونچنے سے پہلے ایک خط جس میں اس کی صفتیں لکھی ہوئی تھیں،روانہ کیا۔جب خط انوشیروان تک پہونچا تو حکم دیا کہ اس خط کو ملک کے کونے کونے میں بھیجا جائے اور جہاں کہیں بھی ایسی صفات والی عورت ملے تو میرے لئے حاضر کرے۔

ایک دن خسرو پرویز،زید ابن عدی سے کہتا ہے: مجھے ایسی صفت والی کنیز چاہیے،

۱۔اصول کافی ج ۱ص ۴۸

کیا تمہیں کہیں پر ایسی کنیز کے ہونے کا علم ہے؟ زید ابن عدی کہنے لگا: کیوں نہیں، زید ابن نعمان کی بیٹی ہے۔اس امر کا انجام یہ ہوا نعمان، زید ابن عدی کی خیانت کی وجہ سے لشکر خسرو کے زیردست اسیر ہوے اور مارے گئے۔یہی امر جنگ ذیقار کا سبب بنا اور پہلی بار ایرانیوں کو شکست کھانی پڑی۔

نفس پر قابو نہ پانا انسان کی بدبختی ہے،روحی بیماریوں کو تقویت اور انسان کو تاریکی اور ظلمات کی طرف دھکیلنے والی چیز بھی یہی ہے۔جو انسان خواہشات نفسانی کا پیکر بنے اور اپنے آپ کو گناہوں میں آلودہ کرے، ایسا انسان ہرگز اپنے اندر اعلیٰ صفات پیدا نہیں کرسکتا اور کامل شخصیت کا اثبات بھی ناممکن ہے،مگر یہ کہ اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے بچائے رکھے اور اپنے تمایلات پر خود حاکم بنے۔کیونکہ شہوت کی پیروی کرنے والا انسانی افتخارات سے محروم رہ جاتا ہے۔

﴿استمناء (ایسا فعل جس سے منی باہر آجائے)﴾

بعض جوان آج کل کے دور میں اس خطرناک بیماری میں مبتلاء ہیں۔وہ لوگ جو اس بیماری میں گرفتار ہیں ان سے پوچھا جائے تو ان کا پہلا جواب یہی ہوتا ہے کہ: کیا کریں؟ عادت ہوگئی ہے،ہم اسے ترک نہیں کر سکتے۔

اس سوال کے جواب میں سب سے پہلے تو ہم یہی کہیں گے کہ چاہا اس چیز کو جاتا ہے جس کا کرنا ممکن ہو۔جوانان عزیز! اس خطرناک بیماری سے اپنے آپ کو بچالیں۔یہ مت کہیئے کہ اس فعل کو ترک نہیں کر سکتے،جی ہاں! آپ اسے ترک کر سکتے ہیں لیکن پہلے خود اس نامشروع فعل کے ترک کرنے کا قصد تو کریں۔دوسری بات یہ ہے کہ دیکھیں کہ اس بیماری میں کیوں مبتلاء ہوئے؟ اور کب اس بدبختی کا شکار ہوئے؟

﴿استمناء سے کیسے نجات حاصل کریں؟﴾

استمناء سے بچنے کے لئے درج ذیل امور کو مرتبا انجام دیں:

ا۔ایسی جگہ رہنے سے پرہیز کریں جہاں کوئی نہ ہو اور خلوت کو اپنے لئے حرام قرار دیں۔

۲۔بے کار نہ رہیں، ٹائم ٹیبل کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہیں۔مثلاً آٹھ گھنٹے اسکول، کالج اور پڑھائی وغیرہ کے لئے، دو گھنٹے تفریح کے لئے، تین گھنٹے کھانا، نماز .... کے لئے صرف کریں۔اگر ایک گھنٹہ ٹی وی دیکھنے، خبریں سننے اور مطالعہ کرنے کے لئے آپ معین کریں تو یہ وقت صرف اسی کام پر ہی صرف ہونا چاہیے۔

۳۔ورزش بھی نہایت ضروری ہے اس بیماری سے نجات حاصل کرنے کے لئے ورزش نہایت مؤثر ہے۔۴۔پہلی فرصت میں ہی شادی کے مقدمات فراہم کریں۔

گذشتہ صفحات میں شادی کے مسئلے پر بحث کرنے کا حوالہ دیا تھا، اب ہم اس حوالے سے یہاں پر مختصر گفتگو کریں گے۔

﴿شادی کی اہمیت قرآن کی نظر میں﴾

ومن ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودةً و رحمةً انّ فی ذالک لآیاتٍ لقومٍ یّتفکّرونَ(۱)

"اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کئے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے مابین محبت اور مہربانی پیدا کی۔

ا۔سورہ روم/۲۱

غور و فکر کرنے والوں کے لئے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔"

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقرآء یغنهم الله من فضله والله واسع علیم(۲)

"اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا، علم والا ہے۔"

﴿شادی کا فلسفہ﴾

شادی کرنے سے انسان منزل تکامل سے ہمکنار ہوتا ہے اور انحراف کا شکار نہیں ہوتا۔اس کے بہت سارے فوائد ہیں جیسے، استمناء اور بدکاریوں سے محفوظ رہتا ہے شادی کر کے اپنے گھرانے کے ساتھ زندگی بسر کرتا انسان کے وجود کے اندر ایک ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے اور شادی انسان کی صلاحیتوں کو اجاگر کر دیتی ہے۔(جب شادی کے ذریعے جنسی کشش کو ختم کر لیا گیا تو متلاطم روح کو سکون مل جائے گا اور زندگی کے حقائق بہتر طریقے سے درک کر سکے گا۔دین اور اپنی سعادت کی طرف قدم بڑھا سکے گا۔اس مقصد کے حصول کے لئے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ شادی کے شرائط اور وسائل فراہم کرے تاکہ جوان جوانی کے طرب و نشاط سے لطف اندوز ہو کر کامیابی کی آغوش میں مہر و محبت کے پھول سونگھ سکے تاکہ جوانی کی بہاروں میں ابر رحمت ٹوٹ کر برسے اور ان کے دامن کردار کو گناہ کی کثافتیں آلودہ نہ کر سکیں اور انکی زندگی رنج و غم کی تاریکیوں میں بھٹکنے نہ پائے۔آنکھیں آوارگی کی

۲۔سورہ نور/۳۲

کثافتوں میں ملوث نہ ہونے پائیں، انکی پاکیزگی مجروح نہ ہو اور نیکیاں برائیوں میں تبدیل نہ ہوں۔(مترجم) خانوادہ کو تشکیل دینا ایک ایسی لذت ہے کہ کوئی دوسری چیز اس کا قائم مقام نہیں بن سکتی۔

شہید مرتضٰی مطہری (رہ) فرماتے ہیں: انسان کے اخلاقی خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ انسان خانوادے کو تشکیل دیئے بغیر اسے کسب نہیں کر سکتا، یعنی خانوادہ تشکیل دینا، دوسروں کی سرنوشت سے آگاہ و ارتباط پیدا کرنا ہے......

۲۔شادی روایات کی روشنی میں

قال رسولُ اللّٰه: مابنی فی الاسلام بناءٌ اَحب الی اللّٰه عزّ وجلّ واَعزُّ من التزویج(۱)

''اسلام کے اندر کوئی ایسی بناء نہیں جو خداوند عالم کے نزدیک شادی سے زیادہ محبوب ہو''

قال علیٌ: لم یکن اَحدٌ من اصحاب اِلرّسولؐ یتزوّج الاقال رسولُ اللّٰه کمل دینه(۲)

علیؑ فرماتے ہیں: ''اصحاب رسول میں سے کوئی بھی شادی نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے بارے میں رسولؐ اسلام نے فرمایا: اس کا دین کامل ہوا۔''

قال رسولُ اللّٰه: زوّجوا ایامکم فانَّ اللّٰه یحسنُ لهم فی اخلاقهم ویوسّعُ لهم

۱۔ بحارالانور ج ۱۰۳ ص ۲۲۲

۲۔ مستدرک ج ۱۴ باب ۱ ص ۱۵۰

فی ارزاقهم ویزیدهم من مُروّاتهم (۱)

''تم لوگ اپنے غیر شادی شدہ لوگوں کی شادی کرو کیونکہ خداوند عالم ان کو اچھے اخلاق اور انکے رزق میں برکت عطا فرماتا ہے اور انکی قیمتوں وارزشوں میں اضافہ فرماتا ہے''

اتّخذُوا الاهل فانّه ارزق لکم(۲) ''شادی کرو بتحقیق اس سے تمہارا رزق زیادہ ہوگا۔''

الرِّزق مع النّساء والعیال(۳)

رزق عورتوں اور عیال (بچوں) کے ساتھ ہے۔

﴿زمان ازدواج﴾

یہ بات مسلم ہے کہ جس طرح شادی کرنے میں تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے اسی طرح شادی کرنے میں جلدی کرنا یا ایسے افراد کے ساتھ شادی کرنا جو صلاحیت نہیں رکھتے ہیں قابل مذمت اور مشکلات کا باعث ہے

شادی کی تین قسمیں پائی جاتی ہیں:

۱۔وقت سے پہلے

۲۔وقت گزرنے کے بعد

۳۔وقت میں،

ان تین اقسام میں سے صرف وہ شادی بہتر ہے جو وقت پر ہو۔

۱۔ نوادر الراوندی ص ۳۶

۲۔ وسائل الشیعہ ج ۲۰ باب ۱ ص ۱۵

۳۔ وسائل ج ۲۰ باب ۱۱ ص ۴۴

﴿جلدی شادی کرنے کے فوائد﴾

۱۔ ایمان کی حفاظت اور تقویت، معنوی کمالات تک پہونچنے کے لئے کامیابی کی راہوں کو فراہم کرتی ہے۔

۲۔ جوانی کی خوشیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

پیغمبرؐ اسلام نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: لوگو! جبرئیل امین خدا کی جانب سے یہ خبر دے گئے ہیں کہ: دوشیزائیں درختوں کے پھلوں کی طرح ہیں، جب پھلوں کے چننے کا وقت آجائے اور ان کو نہ چنا جائے تو سورج کی گرمی انہیں فاسد وخراب کردیتی ہے۔

پس اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں کریں جب وہ بالغ ہوجائیں اور اگر شادی نہ کریں تو فتنہ وفساد کی طرف کھنچ نہ جانے سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔(۱)

﴿شریک حیات کے انتخاب کا معیار﴾

ایک سعادتمند گھرانے کو تشکیل دینے کا معیار یہ ہے کہ:

۱۔ دیانت:

جس انسان کے پاس دین نہ ہو وہ حقیقت میں بے جان جسم کی مانند ہے۔ رسولؐ اسلام فرماتے ہیں: من تزوّجها لدینها جمع الله له ذالک (۲) اگر کوئی شخص کسی عورت سے اس کے دین کی خاطر شادی کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ساری دنیا فراہم

۱۔ وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۱۴

۲۔ وسائل ج ۲۰، باب ۱۴ ص ۵۱

کردیتا ہے۔

عفت و پاکدامنی، حجاب اور نامحرم سے دوری نجابت، پاکیزگی اور حیاء کی علامت ہے،

۲۔ خوش خلقی:

رسولؐ اسلام فرماتے ہیں: اذا جاء کم من ترضون خلقه و دینه فزوّجوه (۱) جب تمھارے پاس ایسا شخص آجائے جس کا اخلاق اور دین پسندیدہ ہو تو اس سے شادی کرو۔

انسان کے خوش خلق اور بد خلق ہونے کا اندازہ اسکی خوش زبانی، بد زبانی، تواضع، تکبر، بزرگواری، حسد، سچائی، جھوٹ، حق پذیری اور لجاجت سے کیا جاتا ہے۔

۳۔ شریف گھرانہ:

شریف گھرانے سے مراد شہرت، ثروت اور اجتماعی کامیابیاں نہیں ہے، بلکہ نجابت، پاکیزگی اور تدین ہے۔ پیغمبرؐ اسلام فرماتے ہیں: تزوّجوا فی الحجر الصّالح فانّ العرق دسّاس (۲) شریف گھرانے سے شادی کریں، کیونکہ نطفہ اثر رکھتا ہے۔

۴۔ عقل:

امیرالمؤمنینؑ فرماتے ہیں: ایّاکم و تزویج الحمقاء فانّ صحبتها بلاء و

۱۔ وسائل باب ۲۰ ص ۷۶

۲۔ مکارم الاخلاق

ولدها ضاع (۱) احمق کے ساتھ شادی کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ اس کے ساتھ زندگی کرنا ایک مصیبت ہے اور اس کی اولاد بھی ضایع ہو جاتی ہے۔

۵۔ خوبصورتی:

فطرتاً انسان خوبصورتی چاہتا ہے اور خوبصورتی انسان کی زینت ہے اور شادی میں اس نکتہ کو مدنظر رکھنا نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے اور اسلام کے اندر بھی اس نکتہ کی طرف تاکید کی گئی ہے کہ (خوبصورتی دیکھ کر شادی کرنے سے انسان اپنی زندگی میں خوشیاں اور شریک حیات کے ساتھ بہترین تمائلات رکھ سکتا ہے) خداوند عالم فرماتا ہے:

انّ اللّٰہ جمیلٌ ویحب الجمال

''خدا خود زیبائی رکھتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے''

قال رسول اللّٰہ: اذا اراد احدکم ان یتزوّج المرأۃ فلیسْال عن شعرھا کما یسأل عن وجھھا فانّ الشّعر احدُ الجمالین (۲)

جب کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کرے تو جس طرح اس کے چہرے کی خوبصورتی سے سوال کیا جاتا ہے اسی طرح اس کے بالوں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے کیونکہ بال بھی خوبصورتیوں میں سے ایک ہے۔

۱۔ وسائل ج ۲۰ باب ۳۳ ص ۸۴

۲۔ وسائل الشیعہ ج ۲۰ باب ۲۱ ص ۵۹

البتہ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ صرف خوبصورتی معیار و ملاک نہیں ہے بلکہ خوبصورتی کے ساتھ (پاک دامنی، حیاء، بکارت اور تھذیب بھی ہو) ہمبستری کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور بچے کی ماں بن سکتی ہو۔ ورنہ کتنی ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں جو حسن کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں لیکن ماں بننے اور شادی کرنے کی شائستگی اور صلاحیت نہیں رکھتیں۔

﴿ایک الٰہی ازدواج﴾

مرحوم کلینی (رہ) ابوحمزہ ثمالی کے قول سے نقل فرماتے ہیں کہ: امام باقرؑ نے فرمایا: جو یبر یمامہ کے رہنے والے تھے، مدینہ میں رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، کوتاہ قد تھے محتاج و برہنہ تھے اور کسی قدر شکل کے اعتبار سے اچھے نہیں تھے۔

پیغمبرؐ اسلام آپ کو کافی تسلی دیتے تھے اور آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق جو یبر رات کو مسجد میں سوتے تھے۔ اور اسی طرح رفتہ رفتہ مہاجروں اور غریبوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا جن کا ٹھکانہ مسجد تھی۔

پیغمبرؐ اسلام پر وحی ہوئی کہ ان لوگوں کو مسجد کے باہر جگہ دی جائے۔ رسولؐ خدا نے خدا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے حکم دیا کہ پناہ گزینوں کے لئے ایک الگ جگہ تعمیر کی جائے بعد میں اس جگہ کا نام ''صفہ'' قرار پایا۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے ان کو اسی مناسبت سے ''اصحاب صفہ'' کہا جاتا ہے۔

ایک دن رسولؐ خدا نے شفقت بھری نگاہ سے جو یبر کو دیکھا اور شادی کرنے کی پیشکش کی۔ جو یبر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کونسی لڑکی ہے جو مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ میرا نہ کوئی حسب ونسب ہے، نہ دولت ہے اور نہ میں خوبصورت

ہوں۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: اسلام نے جاہلیت کی رسموں کو ختم کر دیا ہے، وہ لوگ جو اس زمانے میں پست تھے، اسلام لانے کے بعد باعزت ہو گئے۔ وہ لوگ جو دور جاہلیت میں اپنے آپ کو باعزت سمجھتے تھے آج وہ اسلام کی نگاہ میں ذلیل ہو گئے ہیں (کیونکہ وہ احکام خداوندی کی نافرمانی کرتے ہیں)

اب عرب، عجم، گورا اور سیاہ میں کوئی فرق نہیں رہا، سب آدمؑ کی اولاد ہیں (خدا کے نزدیک عزت اسی کو حاصل ہے جو صاحب تقویٰ ہو) خدا نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا، قیامت میں وہی شخص سب سے زیادہ بہتر ہے جو سب سے زیادہ احکام الٰہی کی پیروی کر نے والا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: زیاد ابن بشیر اپنے قبیلہ کی محترم شخصیت ہے اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسولؐ خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ سے آپ کی بیٹی "ذلفا" کی خواستگاری کروں۔

پیغمبر اسلام کے حکم کے مطابق جویبر چلا۔ زیاد ابن بشیر اپنے خاص لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔ جویبر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ داخل ہوئے اور کہا: میں پیغمبر اسلام کی جانب سے آپ کے نام ایک پیغام لیکر آیا ہوں۔ اگر کہو تو سب کے سامنے سناؤں یا کسی تنہائی میں۔ زیاد نے کہا: سب کے سامنے کہو! کیا بات ہے کیونکہ رسولؐ خدا کا پیغام میرے لئے فخر کا باعث ہے۔ جویبر نے کہا: رسولؐ خدا نے پیغام دیا ہے کہ آپ سے آپ کی بیٹی "ذلفا" کا رشتہ طلب کروں اور آپ اسے میری زوجیت میں قرار دیں۔ زیاد نے کہا: کیا پیغمبرؐ نے آپ کو بس اسی کام سے بھیجا ہے؟ جویبر نے کہا: ہاں، میں رسولؐ خدا کی طرف غلط نسبت نہیں دوں گا۔ زیاد نے کہا: ہم اپنی لڑکیوں کی

شادی صرف انہیں سے کرتے ہیں جو ہمارے برابر ہوں اور انصار سے ہوں۔ آپ تشریف لے جایئے اور میرے اس عذر کو پیغمبرؐ کے سامنے بیان کریں۔

جویبر وہاں سے ناراضگی کی حالت میں نکلے۔ "ذلفا" کنارے کھڑی جویبر کی گفتگو سن رہی تھی، اس نے باپ کو بلایا اور دریافت کیا: آپ نے جویبر کو کیا جواب دیا؟ زیاد نے کہا: جویبر تمہاری خواستگاری (رشتہ) کے لئے آیا تھا اور کہ رہا تھا کہ پیغمبرؐ کے حکم کے مطابق تمہاری شادی اس کے ساتھ کروں۔ پس "ذلفا" نے کہا: خدا کی قسم جویبر پیغمبرؐ کی طرف غلط نسبت نہیں دے سکتے، انکو جلدی واپس بلایئے۔ زیاد نے جویبر کو واپس بلایا اور خود پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میرے والدین آپ پر قربان آپ کی جانب سے جویبر اس طرح کا پیغام لائے تھے لیکن میں نے انہیں مثبت جواب نہیں دیا اور خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ تو جانتے ہیں کہ ہم انصار والے اپنی لڑکیوں کی شادی اپنے برابر والوں کے علاوہ کسی اور سے نہیں کرتے۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: اے زیاد! جویبر ایک مومن ہے اور مرد مومن، مومنہ عورت کا ہم کفو اور برابر ہوتا ہے، اپنی بیٹی کو اس کی زوجیت میں دے دو اور اسے اپنا داماد بنا لو اور اس کو اپنے سے دور کرنے کے لئے بہانہ تلاش مت کرو۔ زیاد واپس ہوئے۔ جو باتیں رسولؐ اسلام سے ہوئی تھیں، ذلفا سے بیان کر دی۔ "ذلفا" نے نہایت اطمینان سے کہا: بابا! رسولؐ خدا کے حکم پر عمل نہ کریں تو کافر ہو جائیں گے، لہذا جویبر کو اپنا داماد مان لیں۔ زیاد نے ایسا ہی کیا اور جویبر کو اپنا داماد بنا لیا۔ زیاد نے جویبر کو گھر وغیرہ بنا کر دیا تا کہ وہ اور "ذلفا" آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔

جویبر خدا کی اس مہربانی و شفقت سے بہت متاثر ہو چکے تھے لہذا شب زفاف

رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہے، یہاں تک کہ مسلسل تین راتیں اسی حالت میں گزر گئیں۔

یہ خبر زیاد تک پہونچی اور زیاد رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوے اور کہا: یا رسولؐ اللہ! جویبر ہمارے برابر کا آدمی نہیں تھا اس کے باوجود بھی میں نے اسے اپنا داماد بنالیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: کیوں، کیا ہوا؟ زیاد نے کہا: تین دن ہوگئے ابھی تک اس نے اپنی بیوی سے بات تک نہیں کی اور اس کے قریب نہیں گیا ہے۔ رسولؐ اسلام نے جویبر کو طلب فرمایا اور سوال کیا: کیا تم اپنی بیوی سے کوئی انسیت نہیں رکھتے؟ جویبر نے عرض کی: یا رسولؐ اللہ! کیوں نہیں، میں اس سے بہت انسیت رکھتا ہوں۔ رسولؐ اسلام فرمانے لگے: میں نے اس کے برخلاف بات سن لی ہے، تم اتنے وسائل فراہم ہونے کے باوجود بھی اب تک اپنی بیوی کے قریب بھی نہیں گئے۔

جویبر نے کہا: یا رسولؐ اللہ میں ایک نادار شخص تھا، خدا کی مہربانی اور لطف کا جب مشاہدہ کیا تو اس ذات اقدس کی بارگاہ میں شکرگزاری کی خاطر پوری رات عبادت اور دن میں روزہ رکھتا رہا لیکن وعدہ کرتا ہوں کہ آج رات ضرور اپنی شریک حیات کے پاس جاؤں گا اور ان کی رضایت کو ضرور جلب کروں گا۔

رسولؐ اسلام نے کسی شخص کو زیاد کے پاس بھیجا تا کہ یہ واقعہ ان سے بیان کردے ۔لہذا زیاد اس واقعہ کو سن کر بہت خوش ہوئے۔

جویبر پیغمبرؐ اسلام کے لشکر کے ہمراہ بقصد جنگ مدینہ سے خارج ہوئے اور رکاب رسولؐ خدا میں جام شہادت نوش فرمایا۔ جویبر کی شہادت کے بعد "ذلفا" کے لئے

اتنے رشتے آئے کہ اس دور میں کسی اور عورت کے اتنے خواستگار نہیں تھے۔(۱)

جویبر اور "ذلفا" کی شادی کی طرح ایک اور واقعہ تاریخ میں پایا جاتا ہے جو نہایت سبق آموز ہے۔

"ملا صالح مازندرانی" (ایران کے شہر مازندران کے رہنے والے تھے) علمائے شیعہ میں سے ایک بزرگ اور تربیت یافتہ شخصیت کے مالک تھے ملا صالح ابتدائی تعلیم حاصل کرتے وقت نہایت غریب اور تنگدست تھے، بڑی مشکل سے زندگی بسر کرتے تھے، مالی وضعیت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے یہاں تک کہ ان کے پاس مطالعے کے لئے چراغ تک کا بندوبست نہیں تھا۔ ان کے والد نے بھی تنگدستی اور مالی مشکلات کے پیش نظر ان کو اہمیت نہیں دی۔

ملا صالح اصفہان پہونچے اور نہایت ذوق وشوق کے ساتھ مشکلات کو زیر پا روندتے ہوئے مقدماتی دروس مکمل کرلیئے اور اپنی جستجو، کوشش اور محنت سے اس مقام تک پہونچے کہ وہ ملا محمد تقی مجلسی (علامہ محمد باقر مجلسی کے پدر بزرگوار) کے درس میں شرکت کرنے لگے، اور آہستہ آہستہ منازل علمی کو طے کرتے کرتے ملا محمد تقی مجلسی کے خصوصی شاگردوں میں شامل ہوگیے۔

ملا صالح جوانی کی رواں دواں زندگی میں ازدواج کیے بغیر تحصیل علم میں محو رہے ۔ایک دن درس سے فارغ ہونے کے بعد استاد ان سے مخاطب ہوکر کہنے لگے: "اگر تمہاری

۱۔اصول کافی ج۵ ص۳۳۹

اجازت ہوتو میں تمہارے لئے ایک شریک حیات کا انتخاب کروں"۔ ملا صالح سر کو جھکائے بیٹھے ہوئے تھے، ان کی خاموشی رضایت کا اعلان کر رہی تھی۔ اتنے میں علامہ مجلسی کمرے کے اندر داخل ہوئے اور اپنی بیٹی "آمنہ بیگم" جو تحصیل علوم دینی کی وجہ سے بہت بڑے مقام پر فائز تھیں ان سے کہنے لگے: "بیٹی! میں تمہارے لئے رشتہ کا انتخاب کر چکا ہوں جو نہایت تنگدست اور مالی مشکلات کا شکار ہے مگر خدا کی مہربانی اور شفقت بہت بڑی چیز ہے، یہ رشتہ تمہارے متعلق ہے (اور تمہیں حق حاصل ہے کہ ان کو پسند کرو یا نہ) اور تمہاری اجازت پر منحصر ہے"۔ آمنہ کہنے لگی: بابا! فقر اور تنگدستی مرد کے لئے عیب نہیں ہے۔ اس طرح آمنہ نے اپنی رضایت کا اظہار کیا، بہر حال خطبہ عقد جاری ہوا شادی ہوئی اور سہاگ رات آپہونچی۔

ملا صالح اس رات ایک کونے میں بیٹھے مطالعہ میں محو ہوئے اور اتفاق سے ایک علمی مسئلے کو حل کرنے میں لگے رہے، کافی کوششوں کے باوجود اس مسئلے سے چھٹکارا نہیں ملا۔

دلہن کو معلوم ہوا کہ شوہر ایک علمی مسئلے کو حل کرنے میں مصروف ہیں اور انہوں نے اس کتاب کو پہچان لیا جس میں یہ مشکل مسئلہ درج تھا۔

اگلے دن ملا صالح حسب دستور تدریس کی غرض سے گھر سے نکلے۔ ان کے نکلتے ہی آمنہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھیں اور اس مسئلے کو ڈھونڈنے لگیں، مسئلہ مل گیا اور اس کا جواب لکھ کر کتاب کے اوپر رکھ دیا۔ دوسری رات ملا صالح پھر سے مطالعہ میں محو ہوئے اور دوران مطالعہ آمنہ کا لکھا ہوا کاغذ ملا جس میں اس مسئلے کا حل موجود تھا۔ کاغذ کا ملنا تھا ملا فوراً سجدے میں گر گئے اور خدا کا شکر بجالائے یہاں تک صبح پھر سے عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے اور

اسی طرح مسلسل تین راتیں عبادتوں میں گزر گئیں۔

مرحوم مجلسی کو اس قضیہ کا علم ہوا، ملا صالح سے کہنے لگے: اگر تمہیں اپنی بیوی سے کوئی انسیت نہیں ہے تو بتادیں، کوئی راہ حل نکال لیں گے۔ ملا صالح کہنے لگے: نہیں، مجھے اپنی زوجہ سے بہت انسیت ہے۔ اس کے قریب نہ جانے کی علت یہ ہوئی کہ میں نے چاہا خداوند عالم نے مجھے ازدواج کی نعمت سے نوازا اس کے مقابلے میں جس قدر شکر بجالاسکوں اس کی بارگاہ میں شکر بجالاؤں، اور میں یہ جانتا ہوں کہ اس نعمت الٰہی کا شکر بجا نہیں لاسکتا۔ جب علامہ مجلسی اس حقیقت حال سے آگاہ ہوئے تو کہنے لگے: تمہارا یہ اعتراف کرنا کہ شکر گزاری کی قدرت نہیں ہے یہی شکر کے انتہا کی دلیل ہے۔

اس کے بعد ملا صالح اور آمنہ بیگم نے ایک بہترین خانوادے کو تشکیل دیا اسطرح اپنی زندگی کا آغاز کرنے لگے اور نتیجتاً معاشرے کی بھلائی ترقی اور پاکیزگی کے لئے تربیت یافتہ اولاد کو معاشرے کے حوالے کیا۔ (امید ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اور معارف اہلبیت علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے تمام غلط اور فرسودہ رسم ورواج سے شادی کو پاک صاف قرار دے کر شادی آسان بنائے گا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عصر جدید کے جوانوں کے دلوں میں نور اسلام کی کرنیں نظر آرہی ہیں امید ہے کہ اسلامی جوان بہت جلد غلط رسم ورواج اور بے ہودہ شرائط کا جوا اتار پھینکے گا اور سامراج کی امیدوں کو خاک میں ملادے گا۔ اور خالص اسلامی طرز پر اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرے گا۔ (مترجم) آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم ہمیں حقیقی معنوں میں امام عصر ارواحنا له الفداہ کے سربازوں میں سے قرار دے اور ہمیں خدمت دین کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

والحمدللہ رب العالمین

﴿اولاد کیلئے امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا﴾

حسن تربیت وتعلیم ہی اولاد کے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہے اوران کے لئے دعا کرنا بھی ان کے ساتھ احسان کرنے میں شمار ہوتا ہے اور باپ کی دعا اولاد کے حق میں منجملہ ان دعاوں کے ہے جورد نہیں ہوتیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کا ارشاد ہے کہ:" **خمس دعوات لايحجبن عن الرّبّ تبارک وتعالیٰ دعوة الامام المقسط ودعوة المظلوم يقول الله عزوجلّ لانتقمن لک ولو بعد حين ودعوة الولدالصالح لوالدية ودعوة الوالدالصالح لولده و دعوة المومن لاخيه بظهر الغيب فيقول ولک مثلاه ."**

ترجمہ:" پانچ دعائیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی رد نہیں کرتا۔امام عادل کی دعا،مظلوم کی دعا جب وہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تیرا انتقام لوں گا اگرچہ کچھ دیر ہو جائے،فرزند صالح کی دعا ماں باپ کے حق میں،صالح باپ کی دعا اولاد کے حق میں،مرد مومن کی دعا اپنے کسی بھائی کے لئے اس کی غیبت میں،جب وہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جو تم نے اس کے لئے مانگا ہے اس سے دوگنا تمہارے لئے ہے۔"

حضرتؑ کی یہ دعا ایک نمونہ ہے کہ اولاد کے لئے کس طرح اور کیا دعا کرے۔اس دعا میں وہ تمام چیزیں سمودی گئی ہیں جو ایک صالح باپ اپنی صالح اولاد کے لئے طلب کرسکتا ہے۔ان کے لئے زندگی،رزق،صحت اور قوت وتوانائی کی دعا کی ہے تاکہ وہ خلق خدا سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مصروف رہیں اور روشن دل اور روشن خیال بلند نفس،بلند کردار،اخلاق حسنہ سے آراستہ،مطیع وفرمانبردار،خیر وسعادت کے خزینہ دار، دوستان خدا کے دوست،دشمنان خدا کے دشمن،اسلاف کی زینت اور باقیات الصالحات

اضافات

از طرف ناشر

ثابت ہوں۔

دعا طولانی ہونے کی وجہ سے ہم صرف یہاں ترجمہ پر اکتفاء کرتے ہیں تا کہ ہر عام وخاص کیلئے دعا کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ ہو جائے۔امام علیہ السلام کے نورانی کلمات درج ذیل ہیں:

''اے میرے معبود! میری اولاد کی بقا اور ان کی اصلاح اور ان سے بہرہ مندی کے سامان مہیا کر کے مجھے ممنون احسان فرما اور میرے سہارے کے لئے ان کی عمروں میں برکت اور زندگیوں میں طول دے اور ان میں سے چھوٹوں کی پرورش فرما اور کمزوروں کو توانائی دے اور ان کی جسمانی، ایمانی اور اخلاقی حالت کو درست فرما اور ان کے جسم وجان اور ان کے دوسرے معاملات میں جن میں مجھے اہتمام کرنا پڑے انہیں عافیت سے ہمکنار رکھ، اور میرے لئے اور میرے ذریعہ ان کے لئے رزق فراواں جاری کر اور انہیں نیکوکار، پرہیزگار، روشن دل، حق نیوش اور اپنا فرمانبردار اور اپنے دوستوں کا دوست وخیر خواہ اور اپنے تمام دشمنوں کا دشمن وبدخواہ قرار دے آمین۔اے اللہ! ان کے ذریعے میرے بازوؤں کو قوی اور میری پریشان حالی کی اصلاح اور ان کی وجہ سے میری جمعیت میں اضافہ اور میری مجلس کی رونق دوبالا فرما اور ان کی بدولت میرا نام زندہ رکھ اور میری عدم موجودگی میں انہیں میرا قائم مقام قرار دے اور ان کے وسیلہ سے میری حاجتوں میں میری مدد فرما اور انہیں میرے لئے دوست، مہربان، ہمہ تن متوجہ، ثابت قدم اور فرمان بردار قرار دے۔وہ نافرمان، سرکش، مخالف وخطا کار نہ ہوں اور ان کی تربیت وتادیب اور ان سے اچھے برتاؤ میں میری مدد فرما۔اور ان کے علاوہ بھی مجھے اپنے خزانہ رحمت سے اولاد نرینہ عطا کر اور انہیں میرے لئے سراپا خیر وبرکت قرار دے اور انہیں ان چیزوں میں جن کا میں طلبگار ہوں میرا

مددگار بنا اور مجھے اور میری ذریت کو شیطان مردود سے پناہ دے۔اس لئے کہ تو نے ہمیں پیدا کیا اور امر ونہی کی اور جو حکم دیا اس کے ثواب کی طرف راغب کیا اور جس سے منع کیا اس کے عذاب سے ڈرایا۔اور ہمارا ایک دشمن بنایا جو ہم سے مکر کرتا ہے اور جتنا ہماری چیزوں پر اسے تسلط دیا ہے اتنا ہمیں اس کی کسی چیز پر تسلط نہیں دیا۔اس طرح کہ اسے ہمارے سینوں میں ٹھہرا دیا اور ہمارے رگ وپے میں دوڑا دیا۔ہم غافل ہو جائیں مگر وہ غافل نہیں ہوتا۔ہم بھول جائیں مگر وہ نہیں بھولتا۔وہ ہمیں تیرے عذاب سے مطمئن کرتا اور تیرے علاوہ دوسروں سے ڈراتا ہے۔اگر ہم کسی برائی کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ ہماری ہمت بندھاتا ہے اور اگر کسی عمل خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمیں اس سے باز رکھتا ہے اور گناہوں کی دعوت دیتا اور ہمارے سامنے شبہے کھڑے کر دیتا ہے۔اگر وعدہ کرتا ہے تو جھوٹا اور امید دلاتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔اگر تو اس کے مکر کو نہ ہٹائے تو وہ ہمیں گمراہ کر کے چھوڑے گا اور اس کے فتنوں سے نہ بچائے تو وہ ہمیں ڈگمگا دے گا۔خدایا اس کے تسلط کو اپنی قوت وتوانائی کے ذریعہ ہم سے دفع کر دے تا کہ کثرت دعا کے وسیلہ سے اسے ہماری راہ ہی سے ہٹا دے اور ہم اس کی مکاریوں سے محفوظ ہو جائیں۔اے اللہ! میری ہر درخواست کو قبول فرما اور میری حاجتیں برلا اور جب کہ تو نے استجاب دعا کا ذمہ لیا ہے تو میری دعا کو رد نہ کر اور جب کہ تو نے مجھے دعا کا حکم دیا ہے تو میری دعا کو اپنی بارگاہ سے روک نہ دے۔اور جن چیزوں سے میرا دینی ودنیوی مفاد وابستہ ہے ان کی تکمیل سے مجھ پر احسان فرما............(۱)

---

(۱)صحیفہ سجادیہ ترجمہ مولانا مفتی جعفر حسینؒ ص ۲۲۸

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی — سید ابوذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی — سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی — سیدہ اُمّ حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

حاجی شیخ علیم الدین — شمشاد علی شیخ — مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون — شمس الدین خان — و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

طالبانِ دعا

سید حسن علی نقوی، حسّان ضیاء خان، سعد شمیم

ذوہیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آلِ محمد

Hassan

naqviz@live.com